بارہ امام
عرش مقام

ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے سوانحی خاکے

مؤلف: سید محمد رضا

ACC No. 3375 Date..........
Section C/45 .... Status ....
D.D. Class..........
NAJAFI BOOK LIBRARY

پارہ امام عرش مقام

Cassette Library ... Bab-ul-Sajjad ... Karachi Ph: 7222674

زیارتِ جامعہ، ہر امام (علیہ السلام) کی زیارت کے لیے کافی ہے

شیخ کلینیؒ نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، ائمہ کے مزار کے آس پاس کی مسجدوں میں نماز پڑھو اور ان میں سے ہر جگہ یہ زیارت پڑھنا کافی ہے:

اَلسَّلامُ عَلٰی اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ وَاَصْفِیَائِهٖ، اَلسَّلامُ عَلٰی اُمَنَاءِ اللّٰهِ وَاَحِبَّائِهٖ، اَلسَّلامُ عَلٰی اَنْصَارِ اللّٰهِ وَخُلَفَائِهٖ، اَلسَّلامُ عَلٰی مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلٰی مَسَاكِنِ ذِكْرِ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلٰی مُظْهِرِیْ اَمْرِ اللّٰهِ وَنَهْیِهٖ، اَلسَّلامُ عَلَی الدُّعَاةِ اِلَی اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلَی الْمُسْتَقِرِّیْنَ فِیْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلَی الْمُخْلِصِیْنَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلَی الْاَدِلَّاءِ عَلَی اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلَی الَّذِیْنَ مَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰهَ وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَی اللّٰهَ وَمَنْ عَرَفَهُمْ فَقَدْ عَرَفَ اللّٰهَ وَمَنْ جَهِلَهُمْ فَقَدْ جَهِلَ اللّٰهَ وَمَنِ اعْتَصَمَ بِهِمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ بِاللّٰهِ وَمَنْ تَخَلّٰی مِنْهُمْ فَقَدْ تَخَلّٰی مِنَ اللّٰهِ، اُشْهِدُ اللّٰهَ اَنِّیْ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ، مُؤْمِنٌ بِسِرِّكُمْ وَعَلَانِیَتِكُمْ مُفَوِّضٌ فِیْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اِلَیْكُمْ، لَعَنَ اللّٰهُ عَدُوَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَاَبْرَاُ اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ، وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ۔

بارہ امام
عرش مقام

سیّد محمد رضا

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by ... Welf re Trust (R)
Shop No. 11, ...
... Karachi-74400, Pakistan.
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

پبلشر

ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمٹیڈ

مین اُردو بازار کراچی فون: ۲۶۳۳۱۵۱

جملہ حقوق بحقِ مولف محفوظ ہیں

زیر اہتمام :- سید محمد قیصر زیدی (چیئرمین)
ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمٹیڈ مین اردو بازار کراچی

اشاعت اوّل ________ سنہ ۱۹۹۳ ء

سرورق ________ اقتدار

Printed by
Al-Abbas Printers Pakistan Chowk Karachi-Pakistan

ACC No. 3375 Date ....
Section C/45 .... Status ....

D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

اظہارِ حقیقت

اسلام کے ابتدائی دور سے آج تک علماء، ادبا اور شعرا اپنے مقدور بھر انسانیت کے لئے اسلام کے پیغام کی وسعت و افادیت کو مسلسل بیان کرتے رہے ہیں اور یہ واضح کرتے رہے ہیں کہ تبلیغ رسالت کا مقصد حقیقی حصول دنیا اور ہوس ملک گیری نہیں بلکہ انسانیت کی ہدایت ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس سلسلۂ رسالت کا نقطۂ کمال حضور پُر نور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ آپ کے وسیلہ سے دینِ اسلام کی تکمیل کی سند جاری کر دی گئی۔ لیکن ابھی بہت کام باقی تھا۔ یعنی انسانِ اوّل کو دنیا میں بھیجتے وقت خداوند قدوس نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اے بنی نوع انسان تمہارے پاس قیامت تک میری ہدایت پہنچتی رہے گی جو اس پر عمل کرے گا وہ دنیا میں بھی سرخرو ہو گا اور آخرت میں بھی اُسے کوئی خوف لاحق نہیں ہو گا۔ یہ تو ظاہر تھا کہ رسولِ اسلامؐ کے بعد انسانوں کی ہدایت کے لئے کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا مگر اس شریعت کو جاری رکھنے اور تحریف و تبدیلی سے قیامت تک بچائے رکھنے کا انتظام بھی اتنا ہی ضروری تھا جتنا خود انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات کا دنیا میں بھیجنا۔

اس عظیم فرض کی انجام دہی کے لیے خداوند عالم نے ادارۂ امامت قائم فرمایا اور اپنے رسولؐ کی پاک اولاد سے کچھ معصوم ائمہ قرار دیئے جو یکے بعد دیگرے بارہ تھے اور قیامت تک آنے والے تھے تاکہ دنیا والوں کو ختمِ رسالت کی دلیل بھی حاصل ہو جائے اور پیغامِ رسالت کے تسلسل اور تحفظ کا انتظام بھی ہو جائے۔

پروفیسر سردار نقوی صاحب "شاہنامہ مودّت" کے مقدمہ میں کیا خوب فرماتے ہیں:

"امامت کا فریضہ اس علم کی حقیقی روح کا تحفظ ہے جو حضورؐ پر بذریعہ وحی قرآن کی صورت میں نازل ہوا اور امامت کا فریضہ روئے زمین پر اس عدل کا قیام ہے جو اس علمِ وحی کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے۔ امام علمِ نبوت کا وارث ہے، مدینۂ علم کا دروازہ ہے، اور اس کے ساتھ ہی امام کار نبوت کا ذمہ دار ہے اسے یہ عظیم ذمہ داری تفویض کی گئی ہے کہ وہ زمین کو ظلم اور فساد سے پاک کر کے اُسے عدل و احسان کا چمن بنا دے۔ یہ فریضہ دراصل تمام انسانیت کا فریضہ ہے۔ امام انسانیت کے اعلیٰ ترین نمائندہ کے طور پر اس فریضہ کو انجام دیتا ہے۔ وہ انسانیت کا ارفع ترین مظہر ہے۔ اس لئے اس کی مودّت اور محبت کو فرض قرار دے کر انسانیت کو خود اپنی تکمیل کی دعوت دی گئی ہے قربیٰ سے مودّت دراصل انسانیت کے حسن اور کمال سے محبت ہے۔

رسولؐ کے قرابت دار اور اہل بیت دراصل انسانیت کا آئیڈیل ہیں، ان سے محبت انسانیت کی اعلیٰ اقدار سے محبت ہے۔ یہ انسانیت کے

وہ پاکیزہ اور مثالی نمونے ہیں جن کی شخصیتوں میں اسلام کی حقیقی روح جلوہ گر ہے۔ یہ ایمان مجسم ہیں یہ قرآن ناطق ہیں۔ ان کی سیرت حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کا تسلسل ہے۔ ان کی سیرت کا جوہر علم و معرفت، تقویٰ و جہاد، انفاق و ایثار اور قربانیؑ و شہادت ہے۔ ان ہستیوں سے مودت کا مطلب انہیں اقدار عالیہ سے محبت ہے۔

ائمہ اہلبیت کی سیرت کا ایک رخ علم قرآنی کا فروغ اور دوسرا رخ قیام عدل کے لیے جہاد ہے اور اس جہاد کی آخری حد صاحب العصر علیہ السلام کا قیام ہے جس کے ذریعہ رسالت کا ہدف حاصل ہو گا۔ مقصدِ رسالت کی تکمیل ہو گی، جہالت کی تاریکیاں مٹ جائیں گی۔ زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور عدل سے اسی طرح بھر جائے گی جس طرح وہ اس سے قبل ظلم سے پُر ہو گی۔"

جناب سید محمد قیصر زیدی صاحب چیرمین ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ و ڈائریکٹر صاحبان مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کہ وہ اس جہاد حق میں حصّہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ یہ ان حضرات کی ہی خواہش اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ اس رسالہ کے مولّف کو اس موضوع پر قلم اٹھانے کی جرأت ہوئی۔

زیر نظر رسالہ انہیں بارہ ائمہ اہلبیت کے انتہائی مختصر حالات زندگی پر مبنی ہے جو دین اسلام کے ستون ہیں۔ اس کی تیاری میں جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ تاریخ ائمہ مصنفہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید علی حیدر نقوی طاب ثراہ

۲۔ چودہ ستارے : مولفہ مولانا نجم الحسن کراروی صاحب

۳۔ منظومات مقدسہ : سید ظل صادق صاحب

۴۔ مفاتیح الجنان بترجمہ مولانا سید اختر عباس صاحب سرپرست جامع المنتظر لاہور۔

اختصار کے باوجود یہ کوشش کی گئی ہے کہ یہ رسالہ ہر عمر کے پڑھنے والے کے لئے ایک مفید جیبی حوالہ کی کتاب بن جائے چنانچہ ضروری معلومات کو نظرانداز نہیں کیا گیا۔

امید کرتا ہوں کہ سارے مسلمان عام طور پر اور شیعان علی خاص طور پر اس رسالہ سے استفادہ فرماتے رہیں گے اور مجھ حقیر فقیر اور برادر عزیز سید محمد قیصر زیدی پروپرائیٹر ویلکم ٹریڈرز، چیئرمین ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ لمیٹڈ) کراچی کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہیں گے۔ اور آپکے والد مرحوم سید امیر اعظم زیدی کیلئے دعا مغفرت فرمائینگے

اظہار حقیقت کو ختم کرنے سے پہلے "شاہنامۂ مودت" حصہ دوم سے دو بند ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

مشہور زمانہ میں ہے قول شہ ابرار
ثابت ہے یہ معروف نوشتوں سے بہ تکرار
"تم لوگوں میں قرآن ہے اور عترت اطہار
یہ دونوں امانت ہیں مری ان سے خبردار
ہر طور ہوں وابستہ اگر ان سے طلب گار
یہ ہونے نہ دیں گے انہیں گمراہی سے دوچار

اور جس نے کیا ان کی ہدایات سے انکار
ہو گا اُسے روحانی ہلاکت سے سروکار
یہ دونوں ہی تکمیل ہدایات کریں گے
کوثر پہ یہ پھر مجھ سے ملاقات کریں گے

۵۔ حدیث ثقلین

سب ہادیٔ برحق ہیں، یہ دنیا کو بتایا
سب علم میں راسخ ہیں، یہ مسلم کو سنایا
قرآں کے وارث ہیں، یہ امت کو دکھایا
مفہوم سے واقف ہیں یہ، ہر اک کو جتایا
ہر موقع پہ مژدہ یہ صحابہؓ کو سنایا
حقدار جناں ہے جو مری آل کو بھایا
اس پر بھی یقیں پختہ نہ کچھ لوگوں کو آیا
خود رائے سے رستہ یہی امت کو سجھایا
"کافی ہے ہمارے لئے قرآن خدا کا"
اس سے بھلا بڑھ کر ہے سبب کوئی بڑا کا!

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11.
M.I. Heights
Mirza Kaleej
Baig Road,
Soldier Bazar
Karachi.
MASOOMEEN WELFARE TRUST (R)

افسوس کہ اس فکر نے دن ایسے دکھائے
دیں گھٹ گیا، بڑھتے رہے تفریق کے سائے
سب رکھتے ہیں مصحف وہی سینہ سے لگائے
پر متفقہ معنیٰ نہ قرآن کے پائے !
جسم ایک، تہتّر ہے نئے چہرے سجائے
منزل کی طرف اب بھلا کس طرح سے جائے
اُمت نے جو قندیل ہدایت کے بجھائے
اب چشمۂ ظلمات میں وہ غوطے لگائے
مصحف ہے مگر رہبر امت تو نہیں ہے
قرآن ہے تعلیم کی قوت تو نہیں ہے

والسلام من اتبع الہدیٰ

مؤلف : سید محمد رضا ۔ مکان مودت
۵/۱۴۰۲ ۔ شاہ فیصل کالونی ۔ کراچی ۔ ۲۵

ناشر و تقسیم کنندہ : سید قمر زیدی، مینیجنگ ڈائرکٹر ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمٹیڈ
مین اُردو بازار ۔ کراچی

پہلے امام

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

سلسلۂ معصومین کی دوسری کڑی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اوّل حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ نسب کے اعتبار سے رسولِ خداؐ اور حضرت علیؑ برابر ہیں کیونکہ دونوں کے دادا ایک ہی تھے یعنی حضرت عبدالمطلب۔

حضرت عبدالمطلب کے دو بیٹے ایک ہی بیوی سے جناب عبداللہ اور جناب ابوطالب ہوئے۔ جناب عبداللہ کے فرزند حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب ابوطالب کے فرزند حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ سنہ عام الفیل (غالباً ۵۹۰ء یا ۶۰۰ء) ۱۳ رجب بروز جمعہ حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی۔ نہ تو آپ کے والد یا والدہ نے کبھی بت پرستی کی اور نہ حضرت علیؑ نے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ کرّم اللہ وجہہ لکھا اور کہا جاتا ہے۔ یعنی خدا نے ان کے چہرے کو ہمیشہ بتوں کے سجدے سے پاک رکھا۔

حضرت علیؑ کی مخصوص فضیلت ہے کہ خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ والدہ نے آپ کا نام حیدر اور اسد والد نے زید اور خدا نے علیؑ رکھا۔ ابوالحسن، ابوالحسین، ابوالسبطین، ابوالریحانتین ابوتراب اور ابومحمد آپ کی کنیتیں ہیں۔ آپ کے القاب

بہت سے ہیں جن میں صدیق اکبر، فاروق اعظم، امیرالمومنین، امام المتقین اور یعسوب الدین، المرتضیٰ۔ سید الوصیین اور ساقی کوثر مشہور ہیں۔

ولادت کے بعد حضرت علیؑ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔ جب حضرت محمد مصطفےٰؐ نے اپنی زبان حضرت علی کے منہ میں دی تو اُسے چوستے چوستے سو گئے۔ حضرت علیؑ کا بچپن رسولِ خداؐ کی کفالت میں گذرا۔ آپ کسی وقت اور کسی حال میں بھی کفر پر نہیں رہے اس لیے یہ بحث فضول ہے کہ کب ایمان لائے۔

حضرت علیؑ کا رنگ گندمی، آنکھیں بڑی اور کشادہ تھیں میانہ قد تھے۔ خضاب نہیں لگاتے تھے، بہت ہلکی چال چلتے تھے، دانتوں پر مسکراہٹ سی تھی۔ نہایت خوبصورت اور قوی تھے۔ کسی کی کلائی پکڑ لیتے تو اس کا دم گھٹنے لگتا۔ ایسے بہادر کہ جس سے بھی مقابلہ کیا ہمیشہ کامیاب ہوئے۔ ابھی تیرہ برس کے بھی نہ تھے کہ تن تنہا نصرتِ رسولؐ کے لیے آمادہ ہو گئے اور نہایت کامیابی کے ساتھ یہ فریضہ انجام دیا۔

حضرت علیؑ کی خلافتِ بلافصل کے متعلق دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے جن مشہور محققین نے رائے کا اظہار کیا ہے اُن میں علامہ جرجی زیدان، کارلائل، ڈیون پورٹ، واشنگٹن ایرون، ایڈورڈ گبن، ٹامس لائل، اوکلی، گلسن، ٹائمز، سڈبر اور جے آرنلڈ شامل ہیں۔

ظاہری خلافت کی ذمہ داریاں قبول کرنے کے بعد محرم ۳۶ھ میں حضرت علیؑ نے اسلامی صوبوں میں جو حکام مقرر کیے وہ یہ تھے: یمن میں عبید اللہ ابن عباس، بحرین میں سعید بن عباس، تہامہ میں سماعہ بن عباس، یمامہ میں عمران بن

عباس، مکہ میں قثم بن عباس، مصر میں قیس بن سعد بن عبادہ، بصرہ میں عثمان بن حنیف کوفہ میں عمارہ بن شہاب، شام میں سہل بن حنیف، خلافت ظاہرہ کا زمانہ سکون سے نہ گذرا اور مخالفین نے حضرت کو جنگوں میں الجھائے رکھا۔

پہلی جنگ میں حضرت عائشہؓ طلحہ اور . . . . زبیر کو ساتھ لے کر مقابلہ پر آئیں وہ ایک سفید اونٹ پر سوار تھیں اور یہ جنگ "جنگ جمل" کے نام سے مشہور ہوئی، مسلمانوں کا بھاری جانی نقصان ہوا۔ حضرت علیؑ کو فتح حاصل ہوئی دوسری جنگ صفین ہے جو معاویہ ابن ابو سفیان کے ساتھ لڑی گئی۔ اس میں بھی فتح حضرت علیؑ کے حصہ میں تھی۔ لیکن جو فائدہ اسلام کے لیے حاصل ہو سکتا تھا وہ معاویہ کے فریب اور مسلمانوں کی کج فہمی نے گنوا دیا۔

تیسری جنگ نہروان کی جنگ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ جنگ خارجیوں کے ساتھ لڑی گئی۔ لشکر اسلام کو آمادہ جہاد کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے پیشین گوئی کر دی تھی کہ "مسلمانوں کے نو سے زیادہ آدمی کام نہیں آئیں گے اور خوارج کے نو سے زیادہ آدمی باقی نہ بچیں گے" جو لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہوئی۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے علمی کارنامے بے حد و حساب ہیں آپ کے لیے صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ رسالتمآبؐ نے جہاں خود کو شہر علم فرمایا وہاں حضرت علیؑ کو اس شہر کا دروازہ قرار دیا۔ حضرت علی منبر رسول پر خطبہ دیتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ بھی پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان باقی نہ رہوں۔ آپ متعدد کتب کے مصنف تھے جن میں جفر و جامعہ بھی شامل ہیں۔ کہتے ہیں کہ تقریباً پانچ سو فصیح و بلیغ خطبات

امیر المومنین تاریخ و سیر کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ توحید پر جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا وہ رہتی دنیا تک محققین کی راہ نمائی کرتا رہے گا۔ آپ کے ارشادات گرامی اقوالِ زریں کی شکل میں بھی سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات گرامی زندگی میں بھی اللہ کا ایک معجزہ عظیم تھی۔ آپ کی ذات سے اسلام کو استحکام حاصل ہوا اور مخلوق خدا کی حاجت روائی ہوئی۔ آپ کی ذات رحلت کے بعد بھی منبع کرامات اور حلّالِ مشکلات ہے۔ راقم الحروف کی زندگی کا بڑا حصہ حضرت علیؑ کی مدد کی ایسی نشانیوں سے روشن ہے جو معجزہ سے کم نہ تھیں۔ طوالت کے خوف سے ان کا بیان منظور نہیں۔

سید عبدالکریم بن طاؤس نے محمد بن علی شیبانی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں اور میرے والد اور میرے چچا حسین رات کے وقت چھپ کر امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے لیے تقریباً ۲۶۰ھ میں گئے اور میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ جب ہم آپ کی قبر پر پہنچے تو دیکھا کہ آپ کی قبر پر سیاہ پتھر ادرگرد رکھے ہوئے تھے اور ابھی اس پر کوئی قبہ وغیرہ نہ تھا۔ ہم اس کے نزدیک گئے۔ ہم میں سے بعض قرآن پڑھنے اور بعض نمازیں پڑھنے میں اور بعض زیارت پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک شیر ہماری طرف آرہا ہے اور جب وہ ہمارے نزدیک آیا تو ایک نیزے کے فاصلے تک ہم وہاں سے دور ہٹ گئے وہ شیر قبر مبارک کے پاس گیا اور اپنے ہاتھوں کو قبر مبارک سے ملنا شروع کیا ہم سے ایک

آدمی اس شیر کے نزدیک گیا اور اس کی حالت کا مشاہدہ کیا۔ انہیں شیر نے کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا۔ وہ شخص واپس لوٹا اور ہمیں شیر کی حالت سے آگاہ کیا پھر ہم سے بھی خوف دور ہو گیا۔ ہم سب وہاں پر پہنچ گئے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو جس پر زخم موجود تھا۔ اس قبر سے مل رہا تھا۔ ایک ساعت تک وہ شیر وہاں رہا اور پھر چلا گیا۔ ہم پھر پہلی حالت کی طرح نماز اور قرآن اور زیارت پڑھنے میں مشغول ہو گئے

شیخ مفید رحمتہ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔ کہ ایک دن ہارون الرشید شکار کے قصد سے کوفہ سے باہر نکلا اور غریین (یعنی نجف اشرف) شریف کا رخ کیا اور وہاں پر ہرنیں دیکھیں تو حکم دیا کہ ان پر باز اور شکاری کتے چھوڑے جائیں۔ جب کتے ان کی طرف بڑھے تو ہرن وہاں سے بھاگے اور ایک مختصر اونچے ٹیلے پر پناہ گزین ہوئے تو باز ایک طرف رک گئے اور کتے اس جگہ کے نزدیک ہی ٹھہر گئے اور وہ ہرن وہاں آرام سے بیٹھے رہے اور ان کی طرف یہ حیوان نہ گئے۔ ہارون الرشید نے انہیں دیکھ کر بہت تعجب کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہرن اس جگہ سے نیچے کی طرف نکلے تو ان کتوں اور شکروں نے ان پر حملہ کیا۔ ہرن دوبارہ پلٹ کر اسی پہلی جگہ پہ پناہ گزین ہوئے تو پھر یہ کتے اور شکرے رک گئے اور ان کی طرف نہ بڑھے اور اسی طرح تین مرتبہ ایسے ہی معاملہ پیش آیا۔ ہارون کو اور زیادہ تعجب ہوا۔ ہارون نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ ایک ایسے شخص کو جو اس جگہ کی واقفیت رکھتا ہو جلد حاضر کرو۔ نوکر گئے اور بنی اسد کے ایک بہت بوڑھے آدمی کو لے آئے۔ ہارون نے اس

آدمی سے پوچھا کہ تمہیں اس تھوڑے سے اونچے ٹیلے کے متعلق کچھ خبر ہے اور کیا یہ جانتے ہو کہ اس مکان میں کیا خصوصیت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اگر مجھے امان ہو تو میں اس جگہ کے متعلق قصّہ کو بیان کروں گا۔ ہارون نے کہا کہ میں خدا کے ساتھ عہد کر کے کہتا ہوں کہ تجھے کوئی ضرر یا تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور تو امان میں ہو گا۔ اس وقت وہ بوڑھا آدمی کہنے لگا کہ مجھے میرے باپ نے بتلایا اور اس نے اپنے آبا سے نقل کیا کہ یہاں قبر مطہر جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے اور خداوند عالم نے اس جگہ کو امن کی جگہ قرار دیا ہے۔ جو چیز یہاں پر پناہ لے لے اُسے امن و امان ملتا ہے۔

حجر بن عدی، مالک اشتر، قنبر، رشید ہجری، میثم تمار، طرماح بن عدی بن حاتم اور کمیل بن زیاد آپ کے مشہور صحابی گزرے ہیں۔

حضرت کی ازواج و اولاد میں جناب فاطمہ سیدۃ النساء العالمین سے تین بیٹے امام حسنؑ، امام حسینؑ و محسن جن کا حمل ساقط ہوا اور دو بیٹیاں جناب زینب کبریٰ اور زینب صغریٰ جو ام کلثوم بھی کہلاتی ہیں پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی خولہ دختر جعفر بن قیس حنفیہ سے ایک بیٹے محمد بن حنفیہ تھے۔ تیسری بیوی ام حبیب بنت ربیعہ سے ایک بیٹے عمر اور ایک بیٹی رقیہ ہوئیں۔ زوجۂ چہارم ام البنین دختر حزام بن خالد بن دارم کلابی سے چار بیٹے حضرت عباس علمدار، جعفر، عثمان و عبداللہ ہوئے جو سب کے سب کربلا میں شہید ہوئے۔ پانچویں زوجہ لیلیٰ دختر مسعود، دارمی سے دو بیٹے محمد اصغر و عبداللہ ہوئے۔ چھٹی بیوی اسماء بنت عمیس ہیں جن سے ایک بیٹا یحییٰ ہوا۔ بعض مورخین نے دوسرا بیٹا

عون یا محمد بھی لکھا ہے) ساتویں بیوی ام سعیدہ دختر عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ ان سے دو بیٹیاں ام الحسن اور املہ تھیں۔ ان ازواج کے علاوہ بھی کچھ بیبیاں تھیں جن سے نفیسہ، زینب صغریٰ، رقیہ صغریٰ، ام ہانی، ام الکرام، جمانہ، امامہ، ام سلمہ، میمونہ، خدیجہ اور فاطمہ ہوئیں۔ اس طرح حضرت کے بارہ بیٹے اور سولہ بیٹیاں ہوئیں۔ ان کے علاوہ امامہ بنت ابی العاص بھی حضرت کی زوجہ تھیں جن سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔ قنبر اور یحییٰ بن کثیر حضرت کے دو غلام تھے۔

۱۹ رمضان روز چہارشنبہ وقت صبح آپ کے سر پر ملعون ابن ملجم کی زہر آلود تلوار پڑی ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو انتقال فرمایا اس وقت حضرت کی عمر ۶۳ سال تھی۔

امام حسین و عبداللہ بن جعفر نے غسل دیا۔ جناب محمد بن حنفیہ نے پانی ڈالنے میں مدد کی کفن پہنانے کے بعد حضرت امام حسن نے نماز جنازہ پڑھی اور شب ہی کو نجف اشرف میں دفن کر دیا اور حضرت کی وصیت کے مطابق قبر کا نشان تک چھپا دیا گیا۔

❁

سلیم ابن قیس ہلالی سے مروی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو فرماتے سُنا کہ :۔

"قرآن مجید کی کوئی آیت رسول اللہ پر نازل نہ ہوئی مگر یہ کہ حضرت نے مجھے پڑھ کر سُنایا اور لکھوا دیا اور میں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا اور مجھے اُس کی تاویل و تفسیر، ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ کی تعلیم دی اور اللہ عزّوجل سے دعا کی کہ اِس کے حفظ و تفہیم کی مجھے تعلیم دے۔ پس میں نے کتاب خدا سے نہ کسی آیت کو فراموش کیا اور نہ اُس علم کو جس کا املا کرا دیا گیا تھا اور میں نے لکھا تھا۔ نیز خداوند عزّوجل نے حلال و حرام امر و نہی۔ جو کچھ گذر چکا اور جو آئندہ واقع ہونے والا ہے اور اُس کی طاعت و معصیت سے متعلق کچھ بھی نہ چھوڑا مگر یہ کہ مجھے اُس کی تعلیم دی اور حفظ کرا دیا اور میں نے اُس میں سے ایک حرف بھی فراموش نہ کیا۔ اِس کے بعد اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور خدا سے دعا کی کہ میرے قلب کو علم و فہم اور حکمت و نور سے بھر دے۔ اِس میں سے نہ میں نے کسی بات کو بھولا اور نہ کوئی چیز بغیر لکھے چھوڑی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آیا آپ کو خوف ہے کہ میں اِس کے بعد بھول جاؤں گا۔ فرمایا کہ تمہارے لئے مجھے جہل و نسیان کا کوئی خوف نہیں۔ میرے پروردگار نے مجھے خبر دی ہے کہ اُس نے تمہارے اور تمہارے اُن شرکاء کے بارے میں جو تمہارے بعد ہوں گے میری دعا قبول کر لی ہے۔"

دوسرے امام

حضرت حسن ابنِ علی علیہ السلام

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے سلسلے کے دوسرے امام اور سلسلۂ عصمت کی چوتھی کڑی حضرت حسن ابن علی علیہ السلام ہیں۔ آپ کو بھی خداوند قدوس نے معصوم، منصوص، افضل کائنات اور عالم علم لدنی قرار دیا ہے۔

آپ ۱۵ رمضان ۳ھ کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ولادت سے قبل ام الفضل نے خواب میں دیکھا جیسے رسول خداؐ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا ان کی گود میں آگیا ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوئیں اور سرور کائنات سے اپنا خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب میری لخت جگر فاطمہؑ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کی پرورش تم کرو گی۔ رسولؐ کے گھر میں آپ کی ولادت وہ پہلی خوشی تھی جس نے رسولؐ کے دامن سے مقطوع النسل ہونے کا دھبہ صاف کر دیا اور دنیا کے سامنے سورۂ کوثر کی ایک عملی اور بنیادی تفسیر پیش کر دی۔

ولادت کے بعد اسم گرامی حمزہ تجویز کیا جا رہا تھا لیکن سرور کائناتؐ نے آپ کا نام حسن رکھا۔ بحار الانوار میں ہے کہ امام حسن کی پیدائش کے بعد جبریل امین نے حضرتؐ کی خدمت میں ایک سفید رومال پیش کیا جس پر حسن لکھا ہوا تھا۔

آنحضرتؐ نے بچہ کو آغوش میں لے کر پیار کیا اور ان کے دہن میں اپنی زبان مبارک دے دی۔ آپ کی ولادت کے ساتویں دن سرور کائنات نے خود اپنے دست مبارک سے عقیقہ فرمایا اور بالوں کو منڈوا کر اس کے ہم وزن چاندی تصدق کی۔

آپ کی کنیت صرف ابو محمد تھی اور آپ کے القاب بہت ہیں جن میں طیب و تقی اور سبط و سید زیادہ مشہور ہیں۔ محمد بن طلحہ شافعی کا بیان ہے کہ لقب "سید" خود سرور کائناتؐ کا عطا کیا ہوا ہے۔

امام حسن علیہ السلام پیغمبر اسلامؐ کے نواسے تھے لیکن قرآن مجید نے انہیں فرزند رسول کا درجہ دیا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم لکھتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا امام حسن کو کندھے پر بٹھائے ہوئے فرما رہے تھے: "خدایا میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر" حافظ ابو نعیم ابو بکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرتؐ نماز پڑھا رہے تھے کہ ناگاہ امام حسن آگئے اور دوڑ کر پشت رسولؐ پر سوار ہو گئے۔ یہ دیکھ کر رسول کریمؐ نے نہایت نرمی کے ساتھ سر اٹھایا۔ اختتام نماز پر آپ سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا "یہ میرا گل امید ہے"

علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا ہے "حسن اور حسین جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ اور ان کے والد بزرگوار ان دونوں سے بہتر ہیں" علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ امام حسن کا یہ وطیرہ تھا کہ آپ انتہائی کم سنی کے عالم میں بھی اپنے نانا پر نازل ہونے والی وحی آنحضرتؐ سے سن کر

سن و عمر اپنی والدہ ماجدہ کو سنا دیا کرتے تھے۔ علامہ عسقلانی نے اپنی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں دیا ہے کہ "امام حسن اور دوسرے بچے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ امام حسن شیر خوارگی کے عالم میں بھی لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ امام حسن علیہ السلام نے اپنے بچپن ہی میں متعدد مقامات پر اپنی وسعت علمی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے بہت سے ایسے معاملات کو طے فرمایا اور ٹھیک ٹھیک فیصلے فرمائے جو بڑے بڑے عالموں سے بھی ممکن نہ تھے آپ نے سائل کے لئے آیات قرآنی کی تفاسیر بھی بیان فرمائی۔

آپ کے جسم کا بالائی نصف حصہ رسول اللہؐ سے اور زیریں نصف امیر المومنین علیہ السلام سے مشابہ ہے۔ آپ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی، رخسار پتلے، کتابی خدوخال، کلائیاں گاؤ دم تھیں۔ ڈاڑھی گنجان، گردن بلند اور روشن، شانے اور بازو بھرے بھرے تھے۔ امام حسن علیہ السلام زبردست عابد بے مثل زاہد اور افضل ترین عالم تھے۔ حضرت نے ۲۵ حج پا پیادہ کئے اور فرماتے تھے کہ مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ اس کی ملاقات کو جاؤں اور اس کے گھر تک پیادہ نہ جاؤں۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو بید کی مثل کانپنے لگتے تھے۔

امام شافعی لکھتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام نے اکثر اپنا سارا مال راہ خدا میں تقسیم کر دیا ہے اور بعض مرتبہ نصف مال تقسیم فرمایا ہے۔ ایک شخص نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے کچھ مانگا۔ دست سوال دراز ہونا تھا کہ آپ نے پچاس ہزار درہم اور پانچ سو اشرفیاں دے دیں اور فرمایا کہ مزدور لا کر لے

اٹھوا لے جا۔ اس کے بعد آپ نے مزدور کی مزدوری میں اپنا چوغہ بخش دیا فرماتے تھے کہ میں خدا سے مانگنے والا ہوں۔ اس نے مجھے دینے کی عادت اختیار کر رکھی ہے۔ اور میں نے لوگوں کو دینے کی عادت ڈالی ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر اپنی عادت بدل دوں تو کہیں خدا بھی اپنی عادت نہ بدل دے اور مجھے بھی محروم کر دے۔ آپ مجسمۂ اخلاق تھے۔ اسی وجہ سے "اخلاق حسنی" خاص و عام میں مشہور ہے۔

امام حسن علیہ السلام عالم علم لدنی تھے یہ حقیقت متعدد واقعات اور ایسے فیصلوں سے ثابت ہے جو آپ نے اپنے بچپن کے عالم میں ہی فرمائے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں خون آلود چھری ہے اور اسی جگہ ایک شخص ذبح کیا ہوا پڑا ہے جب اس سے پوچھا گیا کہ تو قاتل ہے تو اس نے اقرار کیا، لوگ اسے امیر المومنین کی خدمت میں لے چلے اتنے میں دوسرا شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ قاتل میں ہوں اس آدمی کو چھوڑ دو لوگوں نے اُسے بھی پکڑ کر ساتھ لے لیا امیر المومنین نے پہلے شخص سے پوچھا کہ جب تو قاتل نہیں تھا تو قتل کا اقرار کیوں کیا اس نے کہا حضرت میں گوسفند ذبح کر رہا تھا کہ پیشاب کرنے کے لیے خون آلود چھری ہاتھ میں لیے ہوئے خرابہ میں چلا گیا وہاں دیکھا کہ مقتول ذبح کیا ہوا پڑا ہے۔ اتنے میں لوگ آئے اور مجھے قاتل سمجھ کر پکڑ لیا۔ میں نے سوچا کہ جب قتل کے سارے قرائن موجود ہیں پھر میری بات کا کون یقین کرے گا اس سبب میں نے قتل کا اقرار کر لیا پھر آپ نے دوسرے شخص سے پوچھا اس نے کہا مولا میں ہی اس کا قاتل ہوں اور

قتل کر کے چلا گیا تھا۔ لیکن جب دیکھا ایک قصاب کی جان ناحق چلی جائے گی تو حاضر ہو گیا آپ نے فرمایا میرے فرزند حسن کو بلاؤ اس کا فیصلہ وہی کریں گے امام حسن علیہ السلام نے سارا قصہ سنکر فرمایا ان دونوں کو چھوڑ دو، قصاب تو بے قصور ہے اور دوسرا شخص اگرچہ قاتل ہے مگر اس نے ایک نفس کی جان بچا کر اسے حیات دی اور قرآن کا حکم ہے کہ جس نے ایک نفس کی جان بچائی اس نے گویا تمام لوگوں کی جان بچائی۔ لہٰذا مقتول کا خون بہا بیت المال سے دیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری کے زمانہ میں ہر ایک جہاد میں امام حسن علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ساتھ ہی رہے بلکہ بعض موقعوں پر جنگ میں آپ نے کارہائے نمایاں بھی انجام دیئے۔ جنگ جمل کے بعد جب بی بی عائشہ مدینہ جانے پر آمادہ نہ ہوئیں تو حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو بھیجا کہ انہیں سمجھا بجھا کر مدینہ روانہ کریں۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام کی یہ مبارک کوشش کامیاب ہوئی بعض تاریخوں میں ہے کہ جنگ جمل و صفین میں امام حسن علیہ السلام علمدار لشکر تھے اور آپ نے معاہدہ تحکیم پر دستخط بھی فرمائے تھے۔

۲۸ صفر ۱۱ھ کو رسولؐ کے سایۂ عاطفت محروم ہو گئے اس وقت آپ کی عمر ۷ سال ۵ ماہ ۱۳ یوم تھی۔ اسی سال ۳ جمادی الآخر کو مادر گرامی کے سایہ سے محروم ہو گئے اور ۳۷ سال ۶ یوم کی عمر میں باپ کی جدائی کا صدمہ اٹھایا۔ حضرت علی کی تکفین و تدفین کے بعد عبداللہ ابن عباس کی تحریک سے بقول ابن اثیر قیس ابن سعد بن عبادہ انصاری نے امام حسنؑ کی بیعت کی اور ان کے بعد تمام حاضرین نے بیعت کر لی جن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ یہ واقعہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ

یوم جمعہ کا ہے۔ علامہ مجلسی نے تحریر فرمایا ہے کہ اس وقت آپ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس میں آپ نے حمد و ثنا کے بعد بارہ امام کی خلافت کا ذکر فرمایا اور اس کی وضاحت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک یا تلوار کے گھاٹ اترے گا یا زہر دغا سے شہید ہو گا۔

حضرت علیؑ کے خوف سے جو فتنے سوئے ہوئے تھے وہ بیدار ہو گئے اور ساری مملکت میں سازشوں کی کھچڑی پکنے لگی۔ معاویہ نے جا بجا جاسوس مقرر کر دیئے تھے جو مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتے اور حضرت کے لشکر میں اختلاف و افتراق کا بیج بوتے۔ اس نے کوفہ کے بڑے بڑے سرداروں سے سازشی ملاقاتیں کیں اور بڑی بڑی رشوتیں دے کر انہیں توڑ لیا۔

معاویہ ۶۰ ہزار کا لشکر لے کر مسکن میں جا اترا۔ آپ نے بھی ایک بڑے لشکر کو ساتھ لیا اور مقابلہ کے لیے کوچ کر دیا اور ۱۲ ہزار کی فوج قیس ابن سعد کی ماتحتی میں معاویہ کی پیش قدمی روکنے کے لئے روانہ کر دی۔ امیر شام کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی فوج کی حالت اور لوگوں کی بے وفائی کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ لیکن معاویہ جانتا تھا کہ اس کے باوجود نواسۂ رسولؐ ایسے شرائط پر ہرگز صلح نہیں کریں گے جو حق پرستی کے خلاف ہوں اور جن سے باطل کی حمایت ہوتی ہو اس لئے اس نے پیغام بھیجا کہ آپ جن شرائط پر کہیں انہی شرائط پر صلح کے لیے تیار ہوں۔

یہ صلح نامہ تاریخ میں "صلح حسن" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے شرائط حسب ذیل تھے۔

۱۔ معاویہ حکومت اسلام میں کتاب خدا اور سنت رسولؐ پر عمل کریں گے۔

۲۔ معاویہ کو اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کرنے کا حق نہ ہوگا۔

۳۔ شام و عراق و حجاز و یمن سب جگہ کے لوگوں کے لیے امان ہوگی۔

۴۔ حضرت علیؑ کے اصحاب اور شیعہ جہاں بھی ہیں ان کے جان و مال اور اولاد محفوظ رہیں گے۔

۵۔ حسنؑ ابن علی حسینؑ ابن علیؑ اور خاندان رسول میں سے کسی کو نقصان پہنچانے یا ہلاک کرنے کی معاویہ کوشش نہیں کریں گے نہ خفیہ طور پر اور نہ اعلانیہ اور ان میں سے کسی کو کسی جگہ دھمکایا اور ڈرایا نہیں جائے گا۔

۶۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں کلمات نازیبا جو اب تک مسجد جامع اور قنوت نماز میں استعمال ہوتے رہے ہیں۔ وہ ترک کر دیئے جائیں۔ آخری شرط کی منظوری میں معاویہ کو عذر ہوا تو یہ طے پایا کم ازکم جس موقع پر امام حسن علیہ السلام موجود ہوں اس جگہ ایسا نہ کیا جائے۔ یہ معاہدہ ربیع الاول یا جمادی الاول ۴۱ھ کو عمل میں آیا۔ دوسری تواریخ سے ثابت ہے کہ تین شرائط اور بھی معاہدہ میں شامل تھیں جو یہ ہیں۔

۷۔ نسا اور دار الجبر کا خراج امام حسن کو ملتا رہے گا کہ اہل بیت خرچ کرتے رہیں۔

۸۔ بیت المال کوفہ میں جو رقم بچ گئی ہے وہ امام حسنؑ کو دی جائے گی تاکہ حضرت زمانۂ حکومت کے دیون ادا کر دیں۔

۹۔ معاویہ اس عہد نامہ پر خدا سے عہد و میثاق کرے اور اسے پورا کرے۔

۶ ماہ ۲ یوم ظاہری خلافت کے بعد مدینہ سکونت پذیر ہوئے یہاں دس سال

قیام فرمایا آخر معاویہ کے اغوا سے جعدہ دختر اشعث نے حضرت کو زہر دے دیا جس سے ۲۸ صفر سنہ ۵۰ھ (سنہ ۶۷۰ء) کو آپؑ شہید ہوئے۔ آپ کے جنازے کو رسولؐ خدا کے پہلو میں دفن نہیں ہونے دیا گیا اور جنازہ پر تیر برسائے گئے آپ قبرستان مدینہ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت کی اولاد آٹھ بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔ یعنی زید بن حسن، ان کی دو بہنیں ام الحسن اور ام الحسین، حسن بن مثنیٰ بن حسن، عمرو بن حسن، قاسم بن حسن اور عبداللہ بن حسن، عبدالرحمٰن بن حسن، حسن اثرم، طلحہ اور ان کی بہنیں فاطمہ، ان کے علاوہ ام عبداللہ، فاطمہ، ام سلمہ دوسری بیویوں سے تھیں۔

تیسرے امام
حضرت حسین ابن علی علیہ السلام

علی و فاطمہ کے دوسرے فرزند، رسولؐ خدا کے تیسرے جانشین، سلسلہ معصومین کی پانچویں کڑی اور عرف عام میں پنجتن کے پانچویں فرد حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام ہیں۔ آپ بھی معصوم، منصوص، عالم علم لدنی اور افضل کائنات ہیں۔

آپ ۳ر شعبان المعظم ۴ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۱ھ تک جدّ بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور والدہ ماجدہ جناب فاطمۃ الزہراؑ کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد ۴۰ھ تک اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ اور ۴۹ھ یا ۵۰ھ تک اپنے برادر عالی مرتبت کے ہمراہ رہے اور اسی وقت مسلمانوں کے حقیقی تیسرے امام ہوئے۔

حسن حسین اور محسن وہ تین نام ہیں جو رسولؐ خدا کے نواسوں سے پہلے کسی مرد کو نہیں ملے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان تینوں کے وہ نام رکھتا ہوں جو حضرت ہارون کے بیٹوں کے نام تھے۔ یعنی شبّر، شبیر، اور مشبّر۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور القاب میں سیّد، طیّب، زکی، سبط اور سید الشہداء مشہور ہیں۔

حضرت امام حسینؑ اپنے سینہ سے پاؤں تک بالکل رسولؐ خدا کے مشابہ تھے۔ حضرت چونکہ چادر تطہیر کے زیر سایہ آنے والے پانچ بزرگوں میں سے

آخری ہیں اس لیے خامس آل عبا کہلاتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے پیدائش کے بعد کسی کا دودھ نہیں پیا۔ جب آپ بھوکے ہوتے تو سرور کائنات تشریف لا کر زبان مبارک آپ کے دہن میں دے دیتے جسے چوس کر سیراب ہو جاتے اسی سے امام حسین کا گوشت و پوست بنا۔

ولادت امام حسینؑ کے بعد جبرئیل حکم خدا سے زمین پر وارد ہوئے اور رسولؐ مقبول کو مبارک باد پیش کی ساتھ ہی شہادت امام حسینؑ کی خبر بھی دی رسولؐ خدا نے دریافت فرمایا کہ شہادت کی تفصیل بیان کرو، جبرئیل نے کہا ایک وہ دن ہو گا کہ حسینؑ کے گلے پر خنجر آبدار رکھا جائے گا اور میدان کربلا میں بہ حالت تنہا تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہو گا۔ یہ سن کر سرور عالمؐ پر رقت طاری ہو گئی آپ کے رونے کی خبر سے امیر المومنینؑ بھی رونے لگے اور اسی حال میں جناب سیدہ کے مکان میں داخل ہوئے۔ جناب سیدہ نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جبرئیل سرور کائناتؐ کے پاس آکر یہ خبر غم انگیز دے گئے ہیں۔ بی بی فاطمہ بابا کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا بابا جان ایسا کب ہو گا۔ فرمایا جب نہ میں ہوں گا اور نہ تو ہو گی نہ علیؑ ہوں گے نہ حسنؑ ہوں گے۔ فاطمہؑ نے پوچھا بابا میرا بچہ کس خطا پر شہید ہو گا۔ فرمایا فاطمہؑ بالکل بے جرم و بے خطا صرف اسلام کی حمایت میں شہادت ہو گی۔ فاطمہؑ نے کہا بابا جان جب کوئی نہ ہو گا تو اس پر کون روئے گا۔ ابھی رسولؐ جواب نہ دینے پائے تھے کہ ہاتف کی آواز غیب سے آئی "تمہارے اس فرزند کا غم ابد الآباد تک منایا جائے گا۔"

شیخ مفید علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں کہ فطرس نام کا ایک فرشتہ جو عتاب الٰہی

کی وجہ سے بے بال و پر ہو کر ایک ویران زمین پر پڑا تھا اس کی خطا امام حسینؑ کے وسیلے سے معاف ہوئی اور آپ کے جسم سے مس کرنے سے اُسے نئے بال و پر مل گئے۔ ملّا جامی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کو خداوند عالم نے وہ حُسن و جمال دیا تھا کہ جب آپ تاریک جگہ بیٹھ جاتے تھے تو لوگ آپ کے روئے روشن سے شمع طریق کا کام لیتے تھے۔

صحابیٔ رسولؐ ابوہریرہ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا ہے کہ رسول کریمؐ لیٹے ہوئے ہیں اور حضرت امام حسینؑ جو نہایت کم سن تھے ان کے سینہ مبارک پر ہیں اور رسول خداؐ فرماتے ہیں "اے میرے پالنے والے میں اسے بے حد چاہتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ" ایک عید کے دن دونوں نواسوں نے اپنی والدہ ماجدہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے نئے لباس کی فرمائش کی اور کہا " اے اطفال مدینہ نئے لباس پہن کر آئیں گے اور ہمارے پاس کوئی نیا لباس نہیں ہم کس طرح عید منائیں گے۔ ماں نے کہا " بچو گھبراؤ نہیں، تمہارے کپڑے درزی لائے گا" عید کی صبح تک بچے نئے لباس کے منتظر رہے اور ماں سے لباس نو کے لیے تقاضہ کرتے رہے ابھی صبح نہیں ہونے پائی تھی کہ کسی شخص نے خانۂ سیدہ کا دروازہ کھٹکھٹایا، فضہ دروازہ پر گئیں تو آنے والے شخص نے ایک پوٹلی دی جسے جناب فضہؑ نے سیدۂ عالم کی خدمت میں پیش کیا۔ اب جو کھولا تو اس میں بچوں کے لئے دو عمامے دو قبائیں، دو عبائیں موجود تھیں۔ آپ سمجھ گئیں کہ حسنین کے لیے یہ پوشاک جنت سے آئی ہے۔ روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ کو امام حسینؑ کے رونے سے بہت

تکلیف اور اذیت ہوئی تھی۔ پیغمبر اسلامؐ کی یہ حدیث مسلمات اور متواترات سے ہے کہ حسن و حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور ان کے پدر بزرگوار ان دونوں سے بہتر ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ سجدہ میں اس وقت تک مشغول ذکر رہا کرتے تھے جب تک بچے آپ کی پشت سے خود نہ اُتر آئیں، رسولِ خداؐ نے فرمایا "حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"

۲۸ صفر ۵۰ھ کو جب امام حسنؑ شہید ہوگئے تو امام حسینؑ مرکزِ صفاتِ حسنہ پر فائز ہو گئے۔

آپکے طرزِ حیات میں جملہ پنجتن کا کردار نمایاں تھا آپ نے جو کچھ کیا وہ قرآن اور حدیث کیمطابق کیا اور آخری رخصت کے وقت جناب زینبؑ نے فرمایا کہ اے خامس آلِ عبا آج تمہاری جدائی کے تصور سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد مصطفےٰؐ علی مرتضیٰؑ، فاطمۃ الزہراؑ اور حسن مجتبیٰؑ ہم سے جدا ہو رہے ہیں، ایک موقع پر حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں، "اے فرزندِ رسولؐ میرے بیٹے سے زیادہ تمہارا حق ہے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ذریتِ رسولؐ ہونے پر آیتِ مباہلہ گواہ ہے۔

ایک اعرابی نے خدمتِ امام حسینؑ میں حاضر ہو کر کچھ مانگا اور کہا آپ شریفِ عرب ہیں، آپ کے نانا عربی ہیں، آپ کریم ہیں، قرآن پاک آپ کے گھر میں نازل ہوا ہے، آپ فصیح و حسین ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جدِّ نامدار نے فرمایا ہے کہ مانگنے والے کو معرفت کے مطابق عطیہ دینا چاہیئے۔ بتا سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ پر ایمان لانا ۲۔ ہلاکت سے نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ پر بھروسہ کرنا ۳۔ مرد کی زینت کیا ہے؟ کہا ایسا علم جس کے ساتھ حلم ہو۔ آپ نے فرمایا درست ہے اس کے بعد آپ

ہنس پڑے اور ایک بڑا کیسہ اُس کے سامنے ڈالدیا۔

امام حسین علیہ السلام بڑے عبادت گذار تھے۔ شب و روز میں بیشمار نمازیں پڑھتے۔ آپ نے قیام مدینہ منورّہ کے زمانہ میں پچیس حج پیادہ پا کئے ایک دفعہ ایک دیہاتی شہر میں آیا اس نے لوگوں سے پوچھا یہاں سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ لوگوں نے امام حسین کا نام لیا۔ آپ غلّہ اور نقد اپنی پیٹھ پر لاد کر بیواؤں اور یتیموں کے گھر پہنچایا کرتے تھے۔ آپ نے بندش آب ختم کرنے کے لیے حضرت عباس کو ساتھ لے کر نبرد آزمائی فرمائی تھی۔

معاویہ نے اپنی زندگی میں ہی "صلح نامہ" کی خلاف ورزی شروع کر دی تھی اور جن شرائط کی پاسداری کے لیے خدا سے عہد و میثاق کیا تھا ان کو فراموش کر دیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ نامزد کر کے اس کے لیے حمایت حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ چال نے اور مال سے ہر طرح لوگوں کی وفاداریاں حاصل کیں۔ یزید نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی اس معاہدہ کی دھجیاں بکھیر دیں، جو اس کے باپ نے امام حسن علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا اور حسین ابن علی علیہ السلام سے بیعت طلب کی یہ نواسۂ رسولؐ کے لئے مصائب و آلام کی ابتدا تھی اور انتہا اس کی جنگ کربلا تھی جس میں فرزند رسولؐ اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ تین دن کے بھوکے پیاسے یزید کے حکم پر شہید کر دیئے گئے۔

لیکن اسلام کی بقا کے لئے شہادت سے قبل امام حسین علیہ السلام نے اپنے ۷۲ باقی ماندہ رفقاء کو ساتھ لے کر جہاد کیا اور ایسی داد شجاعت دی کہ

قیامت تک یادگار رہے گی۔ مقاتل کی کتابوں میں ہے کہ جنگ مغلوبہ کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بہادروں کو لے کر میدان میں نکل آئے اور اس بے جگری سے لڑے کہ لشکر مخالف کے چھکے چھوٹ گئے جس طرف حملہ کرتے تھے صفیں صاف ہو جاتی تھیں اور اس حملہ میں بے شمار دشمنان اسلام واصل جہنم کر دیئے گئے۔ ان بھوکے پیاسے شیروں نے اپنی بے مثال بہادری اور قوت ایمانی سے لشکر میں ایسی ہل چل مچادی جس نے افسران تک کے ہاتھ پاؤں پھُلا دیئے۔ بالآخر لشکر کوفہ کے کمانیر عروہ بن قیس نے عمر ابن سعد کو کہلا بھیجا کہ جلد لشکر اور خصوصًا تیر انداز بھیجو کیونکہ ان تھوڑے سے علوی بہادروں نے ہماری درگت بنادی ہے۔

عمر ابن سعد نے فورًا ۵۰۰ کمان داروں کو حصین ابن تمیم کے ہمراہ عروہ بن قیس کی کمک میں بھیج دیا۔ ان لوگوں نے پہنچتے ہی تیر بارانی شروع کر دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام حسین کے کئی بہادر کام آگئے اور تقریبًا کل کے کل پیادہ ہو گئے۔ اسی دوران عمر ابن سعد نے آواز دی کہ آگ لاؤ ہم خیموں کو جلائیں گے اتنے میں شیث ابن اربعی آگیا اور اس نے اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھا۔

مورخ ابن کثیر اور علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ دوران جنگ میں نماز ظہر کا وقت آگیا تو ابو ثمامہ صائدی نے خدمت امام میں عرض کی مولا! گرچہ ہم دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ نماز ظہر ادا کرلی جائے امام نے ابو ثمامہ کو دعا دی اور نماز کا تہیہ فرمایا۔ سعید ابن عبداللہ امام حسین کے سامنے کھڑے ہو کر تیروں کو سینہ پر لینے لگے یہاں تک کہ امام حسین نے

نماز قائم کی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ تلوار اور نیزوں کے زخم کے علاوہ ۱۲ تیر سعید کے سینہ میں پیوست ہو گئے۔ ادھر نماز ختم ہوئی ادھر سعید بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کے علاوہ حضرت کے مشہور اصحاب میں حبیب ابن مظاہر، زہیر ابن قین، نافع ابن ہلال، مسلم ابن عوسجہ، عابس شاکری، بریر ہمدانی شامل ہیں۔ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد یزید کے لشکر نے جو نام نہاد مسلمان فوجیوں پر مشتمل تھا، ناموس رسولؐ کا بالکل پاس نہیں کیا۔ خیموں میں آگ لگا دی، رسولؐ کی بہو بیٹیوں کے سروں سے چادریں اتار کر انہیں بے پردہ کر دیا۔ ان کا سب مال و اسباب لوٹ لیا اور انہیں قیدی بنا لیا نیز شہیدوں کے سرتنوں سے جدا کر کے نیزوں پر بلند کر لئے۔ گو زمانہ بدل گیا۔ علم کی روشنی کے ساتھ واقعات تاریخ عام ہو گئے۔ شہادت امام علیہ السلام کی عظمت اُجاگر ہو گئی۔ ظالم اموی خاندان اللہ کی لعنت میں ایسا گرفتار ہوا کہ شیطان بھی کیا ہو گا پھر بھی منافقین کا ایک گروہ دشمنان رسولؐ کی پشت پناہی کے لیے ہر دور میں موجود رہا ہے، اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے طرح طرح کے مصنوعی چہرے لگا کر سامنے آتا رہا ہے اور حق کی مخالفت کرتا رہا ہے لیکن قربانیِ حسین کی قوت ایسی ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے اور ان لوگوں کے مصنوعی چہرے ناکارہ ہوتے جا رہے ہیں اور ان کے پیچھے جو روسیاہی چھپی ہوئی ہے وہ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا میں تیغ ظلم سے شہید ہوئے اور ایک عرصہ کے بعد وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے پانچ

بیویوں سے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں ۔ پہلی زوجہ جناب شہر بانو سے امام زین العابدین اور دوسری زوجہ لیلےٰ سے جناب علی اکبر تھے جو کربلا میں شہید ہوئے تیسری زوجہ قبیلہ قضاعہ سے تھیں جن سے ایک فرزند جعفر پیدا ہوئے چوتھی زوجہ رباب سے جناب علی اصغر جو کربلا میں شہید ہوئے اور چھوٹی بیٹی سکینہ تھیں ۔ پانچویں بیوی ام اسحٰق سے بڑی بیٹی فاطمہ تھیں جن کی شادی امام حسن کے فرزند عبداللہ سے واقعہ کربلا سے پہلے ہی ہو چکی تھی ۔

ؔ

چوتھے امام
علی ابن الحسین علیہ السلام

آپ سلسلہ عصمت کی چھٹی کڑی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوتھے جانشین ہیں۔ آپ سید الشہدا۔ امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں شیخ مفید اور علامہ طبرسی کی تحقیق کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ کا نام شاہ زنان بنت کسریٰ یزدجرد تھا ۔ آپ دادیہال اور ناناہال دونوں طرف سے اعلیٰ خاندان کے جوہر تھے۔ دادا حضرت رسول خدا اور نانا شاہ ایران یزدگرد۔ اس طرح آپ کی والدہ ماجدہ مشہور نوشیرواں عادل شہنشاہ ایران کی اولاد سے تھیں۔ ۵ ر جمادی الاول ۳۸ھ (۶۵۸ء) کو مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ ہی کے صلب سے خدا نے اولادِ رسولؐ (سادات آل رسول) اس کثرت سے پیدا کی جن کی تعداد کوئی ہی جان سکتا ہے اور اس نسل میں اتنی برکت دی کہ مشرق سے مغرب تک ہر ملک اور ہر شہر میں پھیلا دیا جبکہ یزید کی نسل سے کوئی چراغ جلانے والا بھی باقی نہیں بچا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے پدر بزرگوار حضرت علیؑ سے اس قدر الفت تھی کہ اپنے تینوں فرزندوں کے نام علی ہی سے منسوب کیے یعنی علی اکبر علی اصغر اور علی اوسط، چوتھے امام علیہ السلام ہی سب سے بڑے فرزند تھے اس

واسطے آپ ہی کا نام علی اکبر تھا لیکن عوام نے غلط طور پر یہ مشہور کر دیا کہ علی اکبر وہ بزرگ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے۔

دو سال چند ماہ تک جدِ بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام کی آغوش میں پرورش پائی۔ پھر ۵۰ھ تک عم محترم اور پدر بزرگوار کے ہمراہ اور ۱۰ محرم ۶۱ھ تک اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے۔ واقعۂ کربلا کے بعد خاندان رسالت کے سردار اور شیعان علی کے امام قرار پائے۔ ۳۴ برس تک مشغول ہدایت وارشاد رہ کر ۵ محرم ۹۵ھ (۷۱۴ء) میں ولید کے زہر دینے سے وفات پائی اور جنت البقیع میں اپنے عم محترم حضرت امام حسن علیہ السلام کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

آپ کے عہد امامت میں یزید بن معاویہ، معاویہ بن یزید، مروان بن الحکم، عبدالملک بن مروان اور ولید بن عبدالملک بادشاہ رہے۔

حضرت کا رنگ گندمی تھا آپ اوسط قد وقامت کے نحیف وزار تھے حضرت کو اعلیٰ درجہ کا جمال۔ جلال اور صولت حاصل تھی۔ حضرت کے چہرہ مبارک پر جس شخص کی بھی نظر پڑتی وہ حضرت کا احترام کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے آپ کا نام علی رکھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد، ابو الحسن اور ابو القاسم تھی اور القاب میں زین العابدین۔ عابد۔ سجاد، سید الساجدین اور سید الصابرین مشہور ہیں۔

روایت ہے کہ آپ مشیت خدا کے خلاف کوئی خواہش نہیں کرتے تھے۔ آپ کی عبادت کے متعلق بس یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ وہ اس حد کی ہوتی کہ آپ کا لقب ہی زین العابدین ہو گیا۔ گھر والوں نے دریافت کیا کہ بوقت وضو آپ

کے چہرے کا رنگ زرد کیوں پڑ جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت میرا تصورِ کامل اپنے خالق و معبود کی طرف ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی جلالت کے رعب سے میرا یہ حال ہو جایا کرتا ہے۔

علامہ طبری لکھتے ہیں کہ آپ کو عبادت گذاری میں امتیازِ کامل حاصل تھا رات بھر جاگنے کی وجہ سے آپ کا سارا بدن زرد رہا کرتا تھا۔ اور خوفِ خدا میں روتے روتے آپ کی آنکھیں پھول جایا کرتی تھیں اور نماز میں کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ پیشانی پر گھٹے رہا کرتے تھے۔ اور آپ کی ناک کا سرا زخمی رہا کرتا تھا۔ جب آپ نماز کے لیے مصلے پہ کھڑے ہوا کرتے تھے تو لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی جب کہ آپ نماز میں مشغول تھے۔ گھر والوں نے بے حد شور مچایا مگر آپ نے سر سجدے سے نہ اٹھایا۔ لوگوں نے بعد میں کہا کہ آپ نے ہمارے شور پر کوئی توجہ نہ دی تو فرمایا کہ جہنم کی آگ کے ڈر سے نماز توڑ کر اس آگ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ علما کا بیان ہے کہ آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔

اپنے والد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ آپ کربلا میں وارد ہوئے اور یہاں پہنچتے ہی علیل ہو گئے۔ بیماری نے ایسا طول اور شدت اختیار کی کہ آپ میدان جنگ میں جا کر درجۂ شہادت پر فائز نہ ہو سکے۔ امام حسینؑ کے استغاثہ کی آواز نے آپ کو بے چین کر دیا اور آپ ایک چوب خیمہ لے کر باپ کی نصرت کو میدان کارزار کی طرف چلے۔ ناگاہ امام حسین کی نظر

آپ پر پڑ گئی اور انھوں نے حضرت زینبؑ کو آواز دی "بہن سید سجاد کو روکو ورنہ نسل رسولؐ کا خاتمہ ہو جائے گا۔" بحکم امام حضرت زینب نے سید سجاد کو میدان میں جانے سے روک لیا۔

اس کے بعد خاندانِ رسالت کی بیویوں کو لے کر کربلا سے کوفہ سے دمشق تک کا سفر قید و بند کی حالت میں وہ روح فرسا واقعات ہیں کہ غیر مسلموں کے بھی آنسو جنہیں سن کر جاری ہو جاتے ہیں۔ مگر ہائے افسوس زمانہ کس قدر بدل گیا تھا کہ یہ تمام مظالم ان لوگوں کے ہاتھوں سے آل رسولؐ پر ہو رہے تھے۔ جو اسی رسولؐ کا کلمہ پڑھ کر دنیا کے سامنے اپنی شناخت کرواتی تھی۔ پھر دمشق میں قید کر دیئے گئے اور قید خانہ بھی ایسا تھا جس میں تمازتِ آفتاب کی وجہ سے ان بزرگواروں کے چہروں کی کھالیں متغیر ہو گئی تھیں۔ اس عظیم واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ زینب کے بال اس طرح سفید ہو گئے تھے کہ جاننے والے انہیں پہچان نہ سکے۔

ان حالات سے گذرنے کے باوجود امام زین العابدین علیہ السلام نے کوفہ و شام میں ایسے فصیح و بلیغ خطبے دیئے کہ رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس ایک کپڑے میں بندھی ہوئی خاکِ شفا رہا کرتی تھی۔ خاکِ شفا کا ہمیشہ رہنا تین حال سے خالی نہ تھا۔ یا تو خاک کو تبرک کے طور پر رکھتے تھے۔ یا اس پر نماز میں سجدے کرتے تھے یا اسے بحیثیت محافظ رکھتے تھے۔

اصول کافی میں ہے کہ ایک عورت جس کی عمر ۱۱۳ سال کی ہو چکی تھی ایک دن امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس آئی اس کے پاس پتھر کا ایک ٹکڑا تھا

میں پر حضرت علیؓ، امام حسنؓ، اور امام حسینؓ کی مہر امامت لگی ہوئی تھی قبل اس کے کہ وہ عورت کچھ کہے آپ نے فرمایا۔ وہ پتھر لائی ہو جس پر میرے آباؤ اجداد کی مہریں لگی ہوئی ہیں اس پر میں بھی مہر کر دوں چنانچہ اس نے وہ پتھر کا ٹکڑا دیا آپ نے اسے مہر کرکے واپس کر دیا۔ مزید یہ کہ خدا سے دعا کی اور وہ از سر نو جوان ہو گئی اور خوش و خرم واپس چلی گئی۔

مسلم بن عقبہ سرف نے یزید کے حکم سے مدینہ کو تاراج کیا۔ ہزاروں کو قتل کیا۔ ہزاروں عورتوں سے اس کے لشکر نے بدکاری کی، مسجد نبوی اور حرم میں گھوڑے بندھوائے گئے۔ اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام کا قیام ایک چھوٹی سی جگہ تھا جس کا نام منبع تھا اور یہاں کھیتی باڑی ہوتی تھی مسلم بن عقبہ کے واقعہ کے بعد جب مروان نے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بربادی کا یقین کر لیا تو حضرت سے پناہ کی درخواست کی۔ حضرت نے یہ خیال کئے بغیر کہ یہ ہمارا دشمن ہے اور اس نے کربلا کے واقعہ میں بھرپور دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے اُسے اور اس کے اہل و عیال کو پناہ دی اور سب کی مکمل حفاظت فرمائی۔

امام زین العابدین فقراء مدینہ کے ایک سو گھروں کی کفالت فرماتے تھے آپ اخلاق میں سیرت محمدیہ کا ایک عمدہ نمونہ تھے۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ آپ نے دشمنوں سے کرم نوازی فرمائی اور بداخلاقی کا جواب نہایت اعلیٰ اخلاق سے دیا۔ مسلمانان عرب میں آپ کی عزت و عظمت کس قدر تھی۔ اس کے متعلق ایک واقعہ بہت مشہور ہے۔ ہشام بن عبدالملک اپنی ولی عہدی کے زمانہ میں حج کرنے گیا، چاہا کہ حجراسود کو بوسہ دے مگر حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے

اس تک نہ پہنچ سکا مجبوراً ایک طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے جب حجر اسود کے بوسہ کا قصد کیا تو سب لوگ ہٹ گئے اور راستہ چھوڑ دیا۔ شام کے لوگوں نے ہشام سے پوچھا کہ یہ باعظمت شخص کون ہے تو اس نے انجان بن کر کہا کہ وہ نہیں جانتا۔ اتفاقاً مشہور شاعر فرزدقؔ بھی وہاں موجود تھے۔ ان سے نہ رہا گیا اور زبردست قصیدہ حضرت کی شان میں پڑھ دیا جسے سن کر ہشام غصہ سے پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور فرزدقؔ کو قید کر دیا۔ امام علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ نے بارہ ہزار درہم فرزدقؔ کے پاس بھیجے جنہیں فرزدقؔ نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں نے یہ قصیدہ کسی صلہ کی طمع میں نہیں کہا۔ مگر حضرت نے کہلوایا کہ ہم اہل بیت کا یہ دستور ہے کہ کسی کو کچھ دیتے ہیں تو پھر اُسے واپس نہیں لیتے۔ مجبوراً فرزدقؔ نے وہ درہم رکھ لیے۔

امام بطن مادر سے امامت کی تمام صلاحیتوں سے بھرپور آتا ہے تاہم فرائض کی ادائیگی کی ذمہ داری اسی وقت ہوتی ہے جب وہ امام زمانہ کی حیثیت سے کام شروع کرے یعنی ایسا وقت آجائے جب کائنات ارضی پر کوئی بھی اس سے افضل و برتر نہ ہو۔ امام زین العابدین علیہ السلام اگرچہ وقت ولادت سے ہی امام تھے۔ لیکن فرائض کی ادائیگی کی ذمہ داری آپ پر اس وقت عائد ہوئی جب آپ کے والد ماجد حضرت امام حسین علیہ السلام درجۂ شہادت پر فائز ہو کر حیات ظاہری سے محروم ہو گئے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی ولادت ۳۸ھ میں ہوئی جب کہ

حضرت علی علیہ السلام امام زمانہ تھے۔ دو سال ان کی ظاہری زندگی میں آپ نے حالت طفولیت میں گذارے، پھر ۵۰ھ تک امام حسن علیہ السلام کا زمانہ رہا۔ پھر عاشورا ۶۱ھ تک امام حسین علیہ السلام فرائض امامت ادا کرتے رہے۔ عاشور کی دوپہر کے بعد سے ساری ذمہ داری آپ پر عائد ہو گئی اس عظیم ذمہ داری سے قبل کے واقعات کا پتہ تفصیل کے ساتھ نہیں ملتا البتہ آپ کی عبادت گذاری اور اخلاق کارنامے بعض کتابوں میں ملتے ہیں۔ بہرحال یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مقصد حسین کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں آپ نے عہد امامت کے آغاز ہونے پر شاندار کردار ادا کیا۔

آپ کے علمی کمالات بے حد وحساب ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب "صحیفہ کاملہ" آج بھی مرکز مناجات خلائق ہے۔ حضرت کی پہلی بیوی آپ کی چچا زاد بہن فاطمہ ام عبداللہ دختر امام حسن علیہ السلام تھیں۔ ان سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی سے عبداللہ و حسن و حسین پیدا ہوئے تیسری بیوی سے زید و عمر پیدا ہوئے۔ چوتھی بیوی سے حسین اصغر عبدالرحمٰن و سلمان پیدا ہوئے۔ پانچویں بیوی سے علی و خدیجہ پیدا ہوئیں چھٹی بیوی سے محمد اصغر پیدا ہوئے ساتویں بیوی سے فاطمہ علیہ و ام کلثوم پیدا ہوئیں اس طرح آپ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

جناب زید آپ کے جلیل القدر فرزند تھے جو آپ کی نصرت میں شہید ہوئے اور آپ کے ناصران میں مختار علیہ الرحمۃ کا نام بھی زینت تاریخ ہے۔

☆

پانچویں امام

حضرت محمد ابنِ علی علیہ السلام

آپ کے والد ماجد سید الساجدین حضرت امام زین العابدین اور والدہ ماجدہ اُمِ عبداللہ بنت حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں۔ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے علوی نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔ نسب کا یہ شرف منفرد ہے۔

آپ کا اسم گرامی محمد آپ کی کنیت ابو جعفر اور آپ کے القاب بہت تھے جن میں باقر، شاکر اور ہادی زیادہ مشہور رہیں۔ آپ نے علوم و معارف کو نمایاں فرمایا اور حقائق کے سربستہ خزانے ظاہر کر دیئے اسی لیے باقر لقب ہو گیا جس کے معنی شق کر لے اور وسعت دینے کے ہیں۔

آپ یکم رجب ۵۷ھ یوم جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے زمانہ حیات میں معاویہ بن ابوسفیان، یزید بن معاویہ، معاویہ بن یزید، مروان بن حکم، عبدالملک بن مروان، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک بادشاہِ وقت رہے۔

واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر ڈھائی سال تھی۔ آپ نے بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ کربلا کے مصائب برداشت کئے کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں پھرائے گئے، ایک سال شام میں قید رہے۔

۹۵ھ میں والد بزرگوار کی شہادت کے بعد آپ کی امامت کا آغاز ہوا اور ۱۱۴ھ اپنی شہادت تک فرائض امامت ادا کرتے رہے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری صحابیؓ رسولؐ نے آپ کو آپ کے جد امجد جناب رسول خداؐ کا وہ سلام پہنچایا جو حضرتؐ نے امام محمد باقرؑ کی ولادت سے ۴۶ برس پہلے جابر سے کہلوایا تھا۔

اہل سُنّت کے بڑے علمأ نے آپ کو ثقہ فقیہہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ از روئے علم اُس زمانہ کے علمأ کسی کے سامنے خود کو اس قدر چھوٹا نہیں سمجھتے تھے جس قدر امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے سمجھتے تھے۔ آپ کے بے شمار مناقب اور فضائل ہیں۔

عبدالملک بن مروان نے ۷۵ھ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی صلاح سے اسلامی سکّہ جاری کیا اس سے پہلے روم اور ایران کا سکّہ اسلامی ممالک میں بھی جاری تھا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روح کی حقیقت اور ماہیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا روح ہوا کی مانند متحرک ہے اور یہ ریح سے مشتق ہے ہم جنس ہونے کی وجہ سے اُسے روح کہا جاتا ہے۔ یہ روح جو جانداروں کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے وہ تمام ریحوں سے پاکیزہ تر ہے۔ روح مخلوق اور مصنوع ہے اور حادث اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والی ہے۔ وہ ایسی لطیف شے ہے جس میں نہ کسی قسم کی گرانی اور سنگینی ہے اور نہ سبکی، وہ ایک باریک اور رقیق شے ہے جو قالب کثیف میں پوشیدہ ہے

بدن سے نکلنے کے بعد فنا نہیں ہوتی۔ نفخ صور کے وقت ہی فنا ہو گی۔

آپ کے کرامات بے حد و حساب ہیں۔ ایک شب ایک شخص شدید بارش کے دوران آپ کے گھر پر جا کر خاموش کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا کہ اہل خانہ کو متوجہ کرے یا واپس چلا جائے۔ آپ نے لونڈی سے کہا کہ ایک شخص مکہ سے آیا ہے اور دروازہ پر کھڑا ہے اُسے بلا لو۔ چنانچہ لونڈی نے اُسے بلا لیا۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ خدا پر مومن کا کیا حق ہے آپ نے اس کے جواب سے اعراض کیا۔ جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اس درخت کو اگر کہدیا جائے کہ چلا آ تو وہ آجائے گا۔ یہ کہنا تھا کہ درخت اپنے مقام سے روانہ ہو گیا۔ پھر آپ نے حکم دیا وہ واپس چلا گیا۔

ایک شخص نے آپ سے اپنے بالوں کے سفید ہونے کی شکایت کی آپ نے اُسے اپنے ہاتھوں سے مس کر دیا۔ وہ سیاہ ہو گئے۔

علامہ جامی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص حج کو جارہا تھا۔ ایک لق و دق صحرا میں پہنچا تو ایک طرف روشنی نظر آئی۔ اُدھر دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک سات سال کا لڑکا قریب آ پہنچا۔ اس نے حیران ہو کر لڑکے سے بہت سے سوالات کر ڈالے۔ لڑکے نے جواب دیا سنو، میں خدا کی طرف سے آرہا ہوں اور خدا کی طرف جا رہا ہوں۔ میرا زاد راہ تقویٰ ہے۔ میں عربی النسل قریشی خاندان کا علوی نژاد ہوں میرا نام محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ یہ کہہ کر وہ نظروں سے غائب ہو گئے۔

آپ کے علمی کمالات کا مختصر الفاظ میں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ خود حضرت علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہمیں طائروں تک کی زبان سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز کا علم عطا کیا گیا ہے۔

آپ اپنے والد کی طرح ہشام کے حکم پر زہر سے شہید کیے گئے۔

آپ کی ازواج میں امِ فروہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابی بکر سے جعفر صادق علیہ السلام اور عبداللہ افتح پیدا ہوئے۔ امّ حکیم بنت اسد بن مغیرہ ثقفی سے ابراہیم، عبداللہ اور لیلیٰ سے علی اور زینب پیدا ہوئے اور چوتھی بیوی سے امّ سلمیٰ متولد ہوئی۔

آپ کی نسل صرف امام جعفر صادق علیہ السلام سے بڑھی، ان کے علاوہ اور کسی کی اولاد زندہ اور باقی نہیں رہی۔

چھٹے امام

حضرت جعفر ابنِ محمد علیہ السلام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آٹھویں معصوم اور سلسلۂ امامت کی چھٹی فرد ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور والدہ بزرگوار جناب ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں۔ آپ بتاریخ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ ہجری مطابق ۷۰۲ء عیسوی یوم دوشنبہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ولادت کے بعد ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا یہ فرزندان چند مخصوص افراد میں سے ہے جن کے وجود سے خدا نے بندوں پر احسان فرمایا ہے اور یہی میرے بعد میرا جانشین ہو گا۔

آپ کا اسم گرامی جعفر آپ کی کنیت ابوعبداللہ ابواسمٰعیل اور آپ کے القاب صادق، صابر فاضل اور طاہر وغیرہ ہیں۔ علماء کا بیان ہے کہ جنت میں جعفر نامی ایک شیریں نہر ہے۔ چونکہ آپ کا فیض عام نہر جاری کی طرح تھا۔ اسی لئے اس لقب سے مُلقّب ہوئے۔

آپ کے زمانۂ امامت میں جو بادشاہ گزرے ان کے نام یہ ہیں عبدالملک بن مروان، اس کے بعد ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک ولید بن یزید بن عبدالملک، یزید الناقص، ابراہیم ابن ولید اور

مروان الحمار نے حکومت پر قبضہ کر لیا جس کے بعد بنو امیہ کا چراغ گل ہو گیا اور بنی عباس نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ بنی عباس کا پہلا بادشاہ ابوالعباس سفاح اور دوسرا منصور دوانقی ہوا ہے۔ اسی بدبخت منصور نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دیا۔

آپ کے علمی مناظرے اور مباحثے تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں اور طالبانِ حق کے لیے ہدایت کے روشن مینار ہیں۔ امام علیہ السلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ہیں وحیٔ خدا کے ترجمان۔ ہم ہیں علم خدا کے خزینہ دار اور ہم ہی لوگ معصوم ہیں۔ خدا نے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے اور ہماری معصیت سے دنیا والوں کو روکا ہے۔ اہل سنت کے ایک بڑے عالم کا قول ہے کہ آپ سادات اور اہل بیت کے عظیم ترین فرد تھے۔ آپ مختلف قسم کے علوم سے بھرپور تھے۔ آپ ہی سے قرآن مجید کے معنی کے چشمے پھوٹتے رہے ہیں۔ آپ کے بحر علم سے علوم کے موتی رولے جاتے تھے۔ آپ ہی سے علمی عجائب و کمالات کا ظہور و انکشاف ہوا ہے۔ علماء نے اس درجہ آپ سے نقل علوم کیا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ آپ کے علوم کا احاطہ فہم و ادراک سے بلند ہے۔

آپ کے زمانۂ امامت میں بنو امیہ اور بنو عباس کے درمیان حکومت پر قبضہ کے لیے خلفشار رہا۔ اور شاہانِ وقت کو اتنی مہلت نہ مل سکی کہ وہ امام علیہ السلام سے تعرض کر سکتے چنانچہ اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام علیہ السلام نے رشد و ہدایات کے دریا بہا دیئے۔ بڑا کام یہ ہوا کہ فقہ جعفریہ کی تدوین کی گئی۔ ایک کنیز نے جس کا نام حسنیہ تھا، بادشاہ وقت کے دربار میں چالیس علماء

اسلام کو چیپ کر کے دم بخود کر دیا۔ یہ آپ ہی کی کینز تھی، آپ ہی کی صحبت کے فیض سے نعمان بن ثابت نے علمی مدارج حاصل کیے تھے۔ آپ نے بے شمار تصانیف، رسالے اور مقالات سے دنیا والوں کو فیضیاب فرمایا ہے آپ نے علم دین، علم کیمیا، علم جفر، علم فال، علم فلسفہ، علم طبیعات، علم ہیئت، علم منطق، علم طب، علم سمیات، علم تشریح الاجسام و افعال الاعضاء، علم الہیات، وما بعد الطبیعات وغیرہ پر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ کیمیا کے ضمن میں جابر ابن حیان طرسوسی کا نام مشرق و مغرب میں بہت مشہور ہے۔ یہ امام فن حضرت جعفر صادق علیہ السلام کا شاگرد تھا۔

آپ کے اوصاف خاص میں مہمان نوازی، خیر و خیرات، مخفی طریقہ پر غربا کی خبر گیری، عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک، عفو جرائم، صبر و تحمل وغیرہ ہیں۔ آپ نے ۶۵ سال کی عمر میں ۱۵ شوال ۱۴۸ھ یوم دوشنبہ وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ایک مرتبہ منصور نے بابل سے ستر جادوگروں کو بلوا کر ان سے فرمائش کی کہ میں حضرت جعفر صادق کو دربار میں بلانے والا ہوں جب وہ آئیں تو کوئی ایسا کرتب دکھانا جس سے وہ شرمندہ ہو کر ذلیل ہو جائیں، آپ نے دیکھا کہ ستر مصنوعی شیر دربار میں بیٹھے ہیں۔ آپ نے ان شیروں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔" اپنے بنانے والوں کو نگل لو، وہ شیر مجسم ہوئے اور سب جادوگروں کو نگل لیا۔ منصور یہ دیکھ کر ڈر سے کانپنے لگا اور بولا ابن رسول اللہ ان شیروں کو حکم دیجیے کہ جادوگروں کو اگل دیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر موسیٰ کے عصا نے سانپوں کو اگل دیا ہوتا تو

یقین ہے کہ یہ بھی اگل دیتے۔

آپ کے مختلف بیویوں سے دس اولاد تھیں۔ جن میں سات لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ اسمٰعیل، حضرت امام موسیٰ کاظم، عبد اللہ، اسحاق، محمد، عباس اور علی لڑکوں کے نام تھے۔ اور لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ ام فروہ، اسماء اور فاطمہ آپ ہی کی اولاد سے خلفاءِ فاطمیہ گذرے ہیں جن کی سلطنت ۲۹۷ھ سے ۵۶۷ھ تک دو سو ستر سال قائم رہی۔ ان کی تعداد چودہ تھی۔

ساتویں امام

حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام

آپ سلسلۂ امامت کی ساتویں کڑی اور معصومین علیہم السلام کے نویں فرد ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور والدۂ مکرمہ حمیدہ خاتون تھیں جو بربر یا اندلس کی رہنے والی تھیں۔ آپ کے متعلق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپ دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ ہیں۔ آپ صاحبِ جمال وکمال اور نہایت دیانتدار تھیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۷ صفر المظفر ۱۲۸ھ مطابق ۲ نومبر ۷۴۵ء بروز یکشنبہ بمقام ابواء جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی آپ نے ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر آسمان کی طرف رخ کیا اور کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا بالکل اسی طرح جس طرح رسول خداؐ نے ولادت کے بعد کیا تھا۔ آپ کے داہنے بازو پر کلمۂ تمت کلمت ربک صدقاً وعدلاً لکھا ہوا تھا۔ آپ دیگر آئمہ کی طرح مختون اور ناف بریدہ متولد ہوئے تھے۔ آپ کے والد ماجد امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے معین کردہ نام "موسیٰ" سے موسوم کیا آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوابراہیم، ابوعلی، ابوعبداللہ تھی اور آپ کے القاب کاظم، عبد صالح، نفس زکیہ، صابر، امین اور باب الحوائج وغیرہ تھے لیکن

کاظم کو شہرت عام حاصل ہے۔ وجہ یہ کہ آپ بدسلوک کے ساتھ احسان کرتے ستانے والے کو معاف فرماتے اور غصہ کو پی جاتے تھے کوئی بھی حاجت ہو جب آپ کے واسطے سے طلب کی جاتی ہے تو ضرور پوری ہوتی ہے۔

آپ ۱۲۸ھ میں مروان الحمادامری کے عہد میں پیدا ہوئے اس کے بعد ۱۳۲ھ میں سفاح عباسی خلیفہ ہوا پھر منصور دوانقی اس کے بعد مہدی بن منصور پھر ہادی عباسی پھر ہارون الرشید عباسی ابن مہدی خلیفہ ہوا جس کے زہر دینے سے امام علیہ السلام ۱۸۳ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کی شہادت بہ حالت مظلومی قید خانہ میں واقع ہوئی۔ عمر کے بیس برس والد ماجد کے زیر سایہ گذرے۔ آپ نے بچپن اور جوانی کا خاصا حصہ اسی مقدس آغوش میں گذارا۔ یہاں تک کہ دنیا کے سامنے آپ کے فضائل روشن ہو گئے اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔

آپ جملہ صفات حسنہ سے بھرپور تھے۔ آپ دنیا کی تمام زبانیں جانتے تھے اور علم غیب سے آگاہ تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے علم معرفت، کمال اور افضلیت میں سچے وارث تھے۔ آپ دنیا کے عبادت گذاروں میں سب سے بڑے عبادت گذار، سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے سخی تھے۔ آپ بڑی عزت و قدر کے مالک اور انتہائی شان و شوکت کے مجتہد تھے۔ آپ کا اجتہاد میں نظیر نہ تھا۔ آپ عبادت و طاعت میں مشہور زمانہ اور کرامات میں مشہور کائنات تھے۔ آپ ساری رات رکوع و سجود اور قیام و قعود میں گذارتے اور سارا دن صدقہ اور روزے میں بسر کرتے تھے۔ بچپن میں ہی

آپ کی معرفت اور فہم و فراست مشہور ہو چکی تھی۔

زندگی میں تو حضرت کے توسّل سے لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہی تھیں۔ شہادت کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اور اب بھی ہے۔ اخبار پایونیر الہ آباد مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۲۸ء سے نقل کیا جاتا ہے۔ روضہ کاظمین شریف پر جو شہر بغداد سے باہر ہے ایک معجزہ ظاہر ہوا ہے کہ ایک اندھا بوڑھا سیّد نہایت مفلسی کی حالت میں روضہ شریف کے اندر داخل ہوا اور جیسے ہی اس نے حضرت کے روضہ مبارک کا ضریح اقدس کو اپنے ہاتھ سے مس کیا وہ فوراً چلاتا ہوا باہر کی طرف دوڑا۔ مجھے بینائی مل گئی میں دیکھنے لگا ہوں۔ اس پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور اکثر لوگ اس کے کپڑے تبرک کے طور پر چھین جھپٹ کر لے گئے۔ اس کو تین دفعہ کپڑے پہنائے گئے اور ہر دفعہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تقسیم ہو گئے۔ یہی خبر اخبار انقلاب لاہور اور اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۲۸ء میں بھی شائع ہوئی۔

علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے روضہ پر چلا جاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں تو میری مشکل حل ہو جاتی ہے۔

آپ کی تاریخ وفات ۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ یوم جمعہ ہے آپ نے چودہ سال ہارون الرشید کے قید خانے میں گزارے۔ مرزا دبیرؔ کہتے ہیں

؎ مولا پہ انتہائے اسیری گذر گئی
زنداں میں جوانی و پیری گذر گئی

علامہ طبرسی، علامہ اربلی اور حضرت شیخ مفید لکھتے ہیں کہ آپ کے ۳۷ اولاد تھیں۔ ان میں ۱۹ لڑکے اور ۱۸ لڑکیاں تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام (۲) ابراہیم (۳) عباس (۴) قاسم (۵) اسماعیل (۶) جعفر (۷) ہارون (۸) حسن (۹) احمد (۱۰) محمد (۱۱) حمزہ (۱۲) عبداللہ (۱۳) اسحاق (۱۴) عبیداللہ (۱۵) زید (۱۶) حسن (۱۷) فضل (۱۸) حسین (۱۹) سلیمان (۲۰) فاطمہ کبریٰ (۲۱) فاطمہ صغریٰ (۲۲) رقیہ (۲۳) علیمہ (۲۴) رقیہ صغریٰ (۲۵) کلثوم (۲۶) ام جعفر (۲۷) لبابہ (۲۸) زینب (۲۹) خدیجہ (۳۰) علیہ (۳۱) آمنہ (۳۲) حسنہ (۳۳) بریہہ (۳۴) ام سلمیٰ (۳۵) میمونہ (۳۶) ام کلثوم (۳۷) ام ابیہا وبقولے ام عبداللہ و بقولے ام اسما آپ کی یہ اولاد مختلف بیویوں سے تھی۔

آٹھویں امام

حضرت علی ابن موسیٰ علیہ السلام

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں جانشین اور سلسلہ عصمت کی دسویں کڑی تھے۔ آپ کے والد ماجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے اور والدہ ماجدہ جناب اُم البنین عرف نجمہ تھیں۔ جناب نجمہ کے متعلق علماء کا بیان ہے کہ آپ کا شمار اشرافِ عجم میں تھا اور آپ عقل و دیانت کے اعتبار سے افضل النساء تھیں۔ حمیدہ خاتون یعنی امام علی رضا علیہ السلام کی دادی کا کہنا ہے کہ میں نے ام البنین سے بہتر کسی عورت کو نہیں پایا۔ علم بن ہشم کہتے ہیں کہ حمیدہ خاتون کو حضرت رسول خداؐ نے خواب میں حکم دیا تھا کہ اُم البنین کی شادی امام موسیٰ کاظم سے کر دو کیونکہ ان سے عنقریب ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جو مادرِ گیتی کی آغوش میں بسنے والوں میں سب سے بہتر ہو گا۔ جناب ام البنین حُسن و جمال اور زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر آپ تھیں

آپ بتاریخ ۱۱ ذی قعدہ ۱۵۲ھ۔ بروز پنجشنبہ بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے والدہ معظمہ کا کہنا ہے کہ جب تک امام علی رضا میرے بطن میں رہے مجھے حمل کی گرانباری مطلقاً محسوس نہیں ہوئی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے زمین پر تشریف لاتے ہی دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک دیے اور اپنا فرق مبارک آسمان

کی طرف بلند کر دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آپ خدا سے کچھ باتیں کر رہے ہیں

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے لوحِ محفوظ کے مطابق آپ کو اسم "علی" سے موسوم فرمایا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور آپ کے القاب صابر، ذکی، ولی، رضی وغیرہ تھے لیکن جو لقب زبان زدِ خلائق ہو گیا وہ "رضا" تھا۔ آپ کی نشو ونما و تربیت والد بزرگوار کے زیرِ سایہ ہوئی اور اسی مقدس ماحول میں بچپن اور جوانی کی بہت سی منزلیں طے ہوئیں۔

آپ نے اپنی زندگی میں بہت سے بادشاہوں کا دور دیکھا۔ منصور دوانقی، ہارون الرشید، امین عباسی، مامون الرشید علی الترتیب حکمراں رہے۔ آپ نے ہر ایک کا دور بچشم خود دیکھا اور آپ کے پدر بزرگوار نیز اولادِ علی و فاطمہ کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا اسے آپ ملاحظہ فرماتے رہے آپ ۲۰۳ھ میں مامون رشید کے حکم پر دیئے گئے زہر سے شہید ہوئے۔ امام رضا علیہ السلام کی جانشینی کے لیے آپ کے والد موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنی زندگی میں ہی اہتمام کر چکے تھے۔ اس وصیت نامہ پر مدینہ کے معززین میں سے ساٹھ آدمیوں کی گواہی لکھی گئی۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مامون رشید کے قید خانہ میں وفات کے وقت امام رضا علیہ السلام کی عمر تیس سال تھی۔ اس وقت امامت کی ذمہ داریاں آپ کی طرف منتقل ہو گئیں۔

ہارون الرشید نے سیاسی مصالح اور ملکی حالات کے پیشِ نظر امام رضا علیہ السلام کے خلاف کھلم کھلا کوئی کاروائی نہیں کی ورنہ وہ آپ کا بھی ویسے ہی دشمن تھا جیسے آپ کے والد بزرگوار کا تھا۔ احادیث میں ہر سو سال کے

بعد ایک مجدد اسلام کے نمود وشہود کا نشان ملتا ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام جو قطعی طور پر فرزند رسول اسلام تھے وہ اسی مسلک پر گامزن تھے جس مسلک کی بنیاد پیغمبر اسلامؐ اور علی خیر الانام نے رکھی تھی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے کبھی کسی شخص کے ساتھ گفتگو کرنے میں سختی نہیں کی اور کبھی کسی کی بات کو قطع نہیں فرمایا۔ جب بات کرنے والا اپنی بات ختم کر لیتا تب اپنی طرف سے آغاز کلام فرماتے تھے حتی المقدور ہر ایک کی حاجت روائی فرماتے، کبھی اپنے ہم نشین کے سامنے پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے، کبھی اپنے غلاموں کو گالی نہ دی کبھی آپ کو تھوکتے اور ناک صاف کرتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ قہقہہ لگا کر ہرگز نہیں ہنستے تھے۔ آپ کثرت سے خیرات کیا کرتے تھے۔ موسم گرما میں بوریا فرش ہوتا اور سرما میں کمبل جس پر بیٹھ کر آپ فتوے دیتے اور مسائل بیان فرماتے تھے۔

ابراہیم بن عباس کا کہنا ہے کہ میں نے آپ سے بڑا عالم دیکھا ہی نہیں۔ آپ کو علم ما کان و ما یکون آباؤ اجداد سے وراثتاً پہنچا تھا۔ آپ ہر زبان اور ہر لغت میں فصیح اور دانا ترین مردم تھے اور جو شخص جس زبان میں باتیں کرتا تھا اس کو اسی زبان میں جواب دیتے تھے۔ غرض آپ کا قصر فضیلت نہایت بلند تھا۔ آپ کے کرامات حد بیان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

ایک دن امام رضا علیہ السلام نے امین اور مامون پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا کہ عنقریب امین کو مامون قتل کر دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حسین

بن موسیٰ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک مقام پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں جعفر بن عمر العلوی کا گزر ہوا۔ ہم اس کی حالت دیکھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا یہ عنقریب دولت مند ہو جائے گا اور اس کی حالت قطعاً بدل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ ایک ماہ کے اندر مدینہ کا گورنر ہو گیا۔

جعفر بن صالح سے آپ نے فرمایا کہ تیری بیوی کے دو جڑواں بچے ہوں گے ایک کا نام علی اور دوسرے کا نام ام عمر رکھنا جب اس کے یہاں ولادت ہوئی تو ایسا ہی ہوا۔ جعفر بن صالح نے اپنی ماں سے کہا کہ امام رضا علیہ السلام نے یہ ام عمر کیا نام تجویز فرمایا ہے۔ اس نے کہا تیری دادی کا نام ام عمر تھا حضرت نے اسی کے نام پر اسے موسوم فرمایا۔

آپ نے ایک شخص کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اسے میرے پاس بلاؤ جب وہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا تو وصیت کر لے اور راہ حق کے لیے تیار ہو جا۔ یہ فرمانے کے تین دن بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ ریان بن صلت کا بیان ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرے دل میں یہ تھا کہ میں حضرت سے اپنے لئے جامے اور وہ درہم مانگوں گا جن پر آپ کا اسم گرامی کندہ ہو گا۔ میرے حاضر ہوتے ہی آپ نے غلام سے فرمایا کہ یہ جامے اور سکے چاہتے ہیں۔ انہیں دو جامے اور میرے نام کے تیس سکے دے دو۔

ایک تاجر کو کرمان کے راستے میں ڈاکوؤں نے پکڑ کر اس کے منہ

ہیں اس درجہ برف بھر دی کہ اس کی زبان اور اس کا جبڑا بیکار ہو گیا۔ اس نے سوچا مجھے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں جا کر علاج کی درخواست کرنی چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ سو گیا خواب میں دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں انہوں نے فرمایا کہ کمونی سعتر اور نمک کو پانی میں بھگو کر تین چار بار غرارہ کرو، انشاء اللہ شفا ہو جائے گی جب میں خواب سے بیدار ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا تمہارا وہی علاج ہے جو میں نے تم کو خواب میں تبلایا ہے، حالانکہ میں نے حضرت سے اپنا خواب نہیں تبلایا تھا۔

ابو اسمعیل سندھی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سے درخواست کی کہ مولا مجھے عربی زبان نہیں آتی آپ نے اس کے لبوں پر دستِ مبارک پھیر کر اُسے عربی میں بات کرنے کے قابل بنا دیا۔ آپ نے خاکِ زمین سونگھ کر اپنی قبر کی جگہ بتا دی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام جب ولی عہد خلافت مقرر کیے جانے گئے تو مامون کے حاشیہ نشین سخت بدظن ہو گئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس واقعہ ولی عہدی سے لوگوں میں اس درجہ بغض و حسد پیدا ہو گیا کہ وہ لوگ معمولی معمولی باتوں پر اس کا مظاہرہ کرنے لگے۔ علامہ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ولی عہدی کے بعد یہ اصول تھا کہ آپ مامون سے ملنے کے لیے اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے اور طریقہ یہ تھا کہ جب آپ دہلیز کے قریب پہنچتے تو تمام دربان اور خدّام آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے

تھے اور سلام کرکے پردہ اٹھایا کرتے تھے۔ ایک دن سب نے مل کر طے کر لیا کہ کوئی پردہ نہ اٹھائے چنانچہ جب امام علیہ السلام تشریف لائے تو خدام نے پردہ نہ اٹھایا مطلب یہ تھا کہ اس طرح امام کی توہین ہو گی، لیکن اللہ کے ولی کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا چنانچہ جب ایسا موقع آیا تو ہوا کے ایک تیز جھونکے نے پردہ اٹھایا اور امام داخل دربار ہو گئے پھر جب آپ واپس تشریف لائے تو ہوا نے بدستور پردہ اٹھانے میں سبقت کی، اسی طرح کئی دن تک ہوتا رہا اور آخر کار سب دربان و خدام شرمندہ ہوئے اور امام علیہ السلام کی خدمت مثل سابق انجام دینے لگے۔

آپ سید الشہداؑ امام حسین علیہ السلام کی مجالس منعقد فرماتے جس میں شعراء مرثیہ پڑھتے تھے۔ حضرت کے علمی مناظرے تاریخ کی زینت ہیں۔ صحیفۃ الرضا، صحیفۃ الرضویہ، طب الرضا اور مسند امام رضا آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔ ایران میں بمقام مشہد مقدس آپ کا مزار ہے جو زیارت گاہ خلق ہے آپ کی شہادت ۲۳ ذی قعدہ ۲۰۳ھ ہجری مطابق ۸۱۸ء بمقام طوس واقع ہوئی، جمعہ کا دن تھا کوئی عزیز قریب پاس نہیں تھا بلکہ سفر کی حالت میں بعالم غربت دنیا سے رحلت فرمائی۔

آپ کے تین اولاد تھی مگر نسل صرف امام محمد تقی علیہ السلام سے جاری ہوئی،

نویں امام

حضرت محمد ابنِ علی علیہ السّلام

امام محمد تقی علیہ السلام ہمارے نویں امام اور سلسلہ عصمت کی گیارھویں کڑی تھے۔ آپ کے والد ماجد غریب الغربا امام رضا علیہ السلام اور آپ کی والدہ معظمہ خیزران عرف سکینہ تھیں۔ علما کا بیان ہے کہ آپ ام المومنین ماریہ قبطیہ کی نسل سے تھیں۔ امام علیہ السلام اگرچہ تمام معصومین میں سب سے چھوٹے تھے لیکن آپ کی قدر و منزلت آپ کے آبا و اجداد کی طرح نہایت عظیم تھی۔

امام محمد تقی علیہ السلام ۱۰ رجب المرجب ۱۹۵ھ مطابق ۸۱۱ء یوم جمعہ بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے۔ آپ کی پھوپھی حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ آپ مختون اور ناف بُریدہ پیدا ہوئے۔ میں نے انہیں نہلانے کے لیے طشت میں بٹھایا اس وقت جو چراغ روشن تھا گُل ہو گیا مگر پھر بھی حجرہ میں روشنی بدستور رہی اور اتنی روشنی رہی کہ میں نے آسانی سے بچّہ کو نہلا دیا۔

آپ کا اسم گرامی لوحِ محفوظ کے مطابق امام رضا علیہ السلام نے "محمد" رکھا۔ آپ کی کُنیت ابوجعفر اور آپ کے القاب جواد، قانع و مرتضیٰ تھے لیکن مشہور ترین لقب تقی تھا۔ شاہانِ وقت میں امین ابن ہارون رشید اور مامون الرشید معتصم شامل ہیں۔ اسی معتصم نے ۲۲۰ھ میں آپ کو زہر سے شہید کرا دیا۔

اور امام موسیٰ کاظم کے پہلو میں دفن ہوئے آپکو نہایت چھوٹی عمر میں ہی مصائب و آلام جھیلنے پڑے اور بہت کم اطمینان و سکون کے ساتھ باپ کی محبت و شفقت اور تربیت کے سایہ میں زندگی گذارنے کا موقع مل سکا آپ کو صرف پانچواں برس تھا جب حضرت امام رضا علیہ السلام مدینہ سے خراسان کی طرف سفر کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس وقت جو اپنے باپ سے جُدا ہوئے تو پھر زندگی میں ملاقات کا موقع نہ ملا۔ امام محمد تقی سے جُدا ہونے کے تیسرے سال امام رضا علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ یہی کمسن بچہ تھوڑے دن بعد مامون رشید کے پہلو میں بیٹھ کر بڑے بڑے علمأ سے فقہ و حدیث، تفسیر اور کلام پر مناظرے کرتا ہوا اور انہیں قائل کرتا ہوا نظر آیا۔ انھوں نے سرور کائنات کی طرح کبھی کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ امام محمد تقی علیہ السلام جبکہ مسجد مدینہ میں مشغول عبادت تھے ہاتف غیبی کی آواز آئی " اگر آپ اپنے والد بزرگوار سے ان کی زندگی میں ملنا چاہتے ہیں تو فوراً خراسان کے لیے روانہ ہو جائیے۔" آپ مسجد سے برآمد ہوئے اقربا کو پدر بزرگوار کی شہادت سے آگاہ کیا۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر ایک ساعت میں خراسان پہنچے، امام رضا علیہ السلام خود اپنے بستر سے اٹھے اور دروازہ کھول کر امام محمد تقی علیہ السلام کو گلے سے لگایا اور بے پناہ گریہ فرمایا، پھر آپ نے تبرکات امامت فرزند کے سپرد کیے اور رحلت فرمائی، مامون رشید نے حضرت کو مدینہ سے بلا کر اپنے برابر جگہ دی۔

علمائے بنو عباس نے کہا "محمد، تو ابھی بالکل کمسن ہیں ایک بچے کو علمأ پر ترجیح دینا ہرگز خلیفہ کے لئے زیبا نہیں ہے۔ مامون نے جواب دیا کہ محمد کمسن

ضرور ہیں مگر میں نے خوب اندازہ کرلیا ہے کہ اوصاف و کمالات میں وہ اپنے باپ کے پورے جانشین ہیں۔ اگر تم چاہو تو امتحان لے کر دیکھ لو پھر تمہیں بھی میرے فیصلے سے متفق ہونا پڑے گا۔

دربار میں معززین کے علاوہ نو سو کرسیاں فقط علما و فضلاٗ کے لئے مخصوص تھیں اس موقع پر یحییٰ ابن اکثم کے ساتھ حضرت کے مناظرے کا احوال تاریخ میں محفوظ ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارے مجمع نے یک زبان ہو کر کہا۔ " ابو جعفر محمد ابن علی کا کوئی مثل نہیں ہے "

آپ مدینہ میں رہتے ہوئے اطرافِ عالم کے عقیدتمندوں کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے بے شمار کرامات مشہور ہیں۔ آپ کے ایسے مختصر حکیمانہ مقولوں کا بھی ایک ذخیرہ ہے جیسے آپ کے جدِ بزرگوار حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

مامون رشید کے انتقال کے بعد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اب تیس ماہ بعد میرا بھی انتقال ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک شخص کی معرفت ام الحسن نے امام محمد تقی علیہ السلام سے درخواست کی کہ اپنا کوئی جامۂ کہنہ دے دیجئے تاکہ کفن میں رکھوں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اب جامۂ کہنہ کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ جواب لے کر جب وہ شخص واپس ہوا تو معلوم ہوا کہ عورت مذکور کو انتقال کئے ہوئے ۱۲-۱۴ دن ہو گئے ہیں۔ قاسم بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس بہت لوگ آتے تھے اور ہر وقت تانتا بندھا رہتا تھا۔ ایک روز آپ ناقہ پر سوار اس کے سامنے سے

گذرے تو اُسے خیال ہوا کہ وہ لوگ بڑے بیوقوف ہیں جو آپ کی امامت کے قائل ہیں۔ یہ تو بچے ہیں اور میرے دل میں ان کی کوئی وقعت محسوس نہیں ہوتی۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ آپ نے قریب آکر فرمایا اے قاسم بن عبدالرحمٰن جو شخص ہماری اطاعت سے گریزاں ہے وہ جہنم میں جائے گا آپ کے اس فرمانے پر عبدالرحمٰن نے خیال کیا کہ آپ جادوگر ہیں کہ انہوں نے دل کے ارادے کو معلوم کر لیا ہے جیسے ہی یہ خیال اس کے دل میں آیا آپ نے فرمایا تمہارا خیال غلط ہے تم اپنے عقیدے کی اصلاح کرو۔ یہ سن کر اس نے آپ کی امامت کا اقرار کیا۔

شہادت کے وقت حضرت نے اپنی بیوی ام الفضل (جو عباسی خلیفہ کی بیٹی تھی) کے بد ترین مستقبل کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ اس کے ناسور ہو گیا تھا اور وہ آخر میں دیوانی ہو کر مری

روایت کے مطابق امام محمد تقی علیہ السلام کے چند بیویاں تھیں جن میں ام الفضل بنت مامون رشید اور سمانہ خاتون یاسری نمایاں حیثیت رکھتی تھیں۔ انہیں سمانہ خاتون سے چار اولاد ہوئیں (۱) حضرت امام علی نقی علیہ السلام (۲) جناب موسیٰ مبرقع علیہ الرحمۃ (۳)، جناب فاطمہ (۴)، جناب امامہ (

دسویں امام
حضرت علی ابن محمد علیہ السلام

آپ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسویں جانشین اور سلسلہ عصمت کی بارھویں کڑی ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور والدہ معظمہ جناب سمانہ خاتون تھیں۔ آپ بتاریخ ۵۔ رجب المرجب ۲۱۴ھ بروز یکشنبہ بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے۔ شیخ مفید کا کہنا ہے کہ مدینہ کے قریب ایک قریہ ہے جس کا نام صَریا ہے۔ آپ وہاں پیدا ہوئے ہیں۔

آپ کا نام "علی" آپ کے والد بزرگوار نے رکھا آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ آپ کے القاب بہت کثیر ہیں جن میں نقی، ناصح، متوکل، مرتضٰی اور عسکری زیادہ مشہور ہیں۔ آپ جب ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے تو بادشاہ وقت مامون رشید تھا۔ پھر معتصم خلیفہ ہوا اس کے بعد واثق ابن معتصم، پھر متوکل، پھر منتصر بن متوکل اور اس کے بعد مستعین، پھر زبیر ابن متوکل خلیفہ ہوا جو معتز باللہ کے نام سے مشہور ہے اسی معتز باللہ کے زہر دینے سے ۲۵۴ھ میں امام علی نقی علیہ السلام شہید ہوئے۔

اسماعیل بن مہران کہتا ہے کہ جب حضرت کو پہلی بار مدینہ سے بغداد طلب کیا گیا تو میں نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ مولا آپ کو بلانے والا دشمنِ آلِ محمد ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بے امام ہو جائیں" آپ نے فرمایا

رہم کو علم ہے۔ تم گھبراؤ نہیں اس سفر میں ایسا نہ ہو گا۔ جس دشمن اہلبیت کو حضرت کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ میں انہیں تعلیم دے رہا ہوں۔ لیکن خدا کی قسم میں ان سے تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ یہ میرے بس میں نہیں کہ میں انہیں پڑھا سکوں خدا کی قسم وہ حافظ قرآن ہی نہیں بلکہ اس کی تاویل و تنزیل کو بھی جانتے ہیں اور مختصر یہ ہے کہ وہ زمین پر بسنے والوں میں سب سے افضل ہیں۔

امام علی نقی علیہ السلام تقریباً ۲۹ سال مدینہ منورہ میں رہے۔ تقریباً بھی شاہان وقت نے آپ کی طرف رُخ کرنے سے احتراز کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ امورِ امامت انجام دینے میں کامیاب رہے آپ کے کرامات بے شمار ہیں۔ جو تواریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔ آپ کا علم لامحدود تھا۔ آپ ہر زبان پر عبور کامل رکھتے تھے۔

مورخین کی نگاہ میں متوکل عباسی کو وہی درجہ حاصل ہے۔ جو بنی امیہ میں یزید کو حاصل تھا۔ متوکل کی زندگی کا ایک بدترین اور سیاہ کارنامہ آلِ محمدؐ کی قبروں کا مسمار کرنا ہے۔ یہ بادشاہ حضرت علیؑ سے بغض شدید رکھتا تھا اس اس نے حیلہ سازی اور دھوکہ بازی سے آپ کو بلانے کے بعد سامرہ میں نظر بند کر دیا اور تا زندگی باہر نہ نکلنے دیا۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے علماءٔ غیبتِ قائم آلِ محمدؐ کے زمانہ میں محافظ دین اور رہبر علم و یقین ہوں گے ان کی مثال شیعوں کے لیے بالکل ویسی ہی ہو گی جیسی کشتی کے لیے

نا خدا کی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے ضعیفوں کے دلوں کو تسلی دیں گے۔ وہ افضل ناس اور قائد ملت ہوں گے۔

حضرت کی سیرت زندگی اور اخلاق وکمالات وہی تھے جو آپ کے آباؤ اجداد کے تھے۔ ہر وقت ہر حال میں یاد الٰہی، عبادت، خلق خدا سے استغنا، ثبات قدم، صبر واستقلال مصائب کے ہجوم میں ماتھے پر شکن نہ ہونا۔ دشمنوں کے ساتھ حلم ومروت، محتاجوں اور ضرورتمندوں کی امداد کرنا

آپ کی بے شمار کرامات میں سے صرف چند کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

محمد بن فرج رجی کا بیان ہے کہ قید خانہ سے رہائی کے بعد میں نے امام علیہ السلام کو لکھا کہ حضور میں قید سے چھوٹ کر گھر آگیا ہوں۔ اب آپ خدا سے دعا فرمائیں کہ میرا مال مغصوبہ واپس کرادے۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ عنقریب تمہارا سارا مال تمہیں واپس مل جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک دن امام علی نقی علیہ السلام اور علی بن حصیب نامی شخص راستہ میں ایک ساتھ جارہے تھے علی بن حصیب آپ سے چند قدم آگے بڑھ کر بولے آپ بھی قدم بڑھا کر جلد آجائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابن حصیب تمہیں پہلے جانا ہے تم جاؤ۔ اس واقعہ کے چار یوم بعد ابن حصیب فوت ہوگئے۔

محمد بن فضل بغدادی نے امام علیہ السلام کو لکھا کہ میرے پاس ایک دکان ہے جسے میں فروخت کرنا چاہتا ہوں، آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اسے افسوس ہوا لیکن بغداد واپس پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اس کی عدم موجودگی میں دکان جل چکی ہے۔ یحییٰ بن زکریا نے امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا کہ میری بیوی حاملہ

ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ لڑکا پیدا ہو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ بعض لڑکیاں لڑکوں سے بہتر ہوتی ہیں۔ چنانچہ لڑکی پیدا ہوئی۔

آپ ۲ ر رجب ۲۵۴ھ یوم دوشنبہ زہر سے شہید کیے گئے آپ کی وفات انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ہوئی۔ انتقال کے وقت آپ کے پاس کوئی بھی نہ تھا۔ آپ نے انتقال سے قبل امام حسن عسکری علیہ السلام کو مواریث انبیاء سپرد فرمائے تھے۔

آپ کی کئی بیویاں تھیں ان سے کئی اولادیں پیدا ہوئیں جن کے نام یہ ہیں (۱) امام حسن عسکری علیہ السلام (۲) حسین بن علی (۳) محمد بن علی (۴) جعفر بن علی (۵) دختر عائشہ بنت علی۔

☆

گیارہویں امام

حضرت امام حسن ابنِ علی علیہ السلام

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے گیارہویں فرد اور سلسلۂ عصمت کی تیرھویں کڑی آپ ہی ہیں، آپ کے والد ماجد حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور والدہ ماجدہ جناب حدیثہ خاتون ہیں۔ معظمہ کے متعلق علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ آپ عفیفہ کریمہ، نہایت سنجیدہ اور ورع و تقویٰ سے بھرپور تھیں۔

امام علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کی طرح منصوص، معصوم، اعلم زمانہ اور افضل کائنات تھے۔ آپ کو اوصاف حسنہ، علم و سخاوت وغیرہ اپنے والد کے ورثہ میں ملے تھے۔ امام مہدی علیہ السلام آپ ہی کے اکلوتے فرزند ہیں۔ جنہیں پروردگار عالم نے طویل عمر عطا کی ہے۔

آپ بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ یوم جمعہ بوقت صبح بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے۔ آپ کی ولادت کے بعد حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھے ہوئے نام حسن بن علی سے موسوم کیا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور آپ کے القاب بے شمار ہیں جن میں عسکری، ہادی، زکی اور ابن الرضا زیادہ مشہور ہیں۔

واثق باللہ بن معتصم کے عہد حکومت میں ولادت ہوئی۔ پھر متوکل خلیفہ

NAJ BARY SUOMEE TRUST (R)
Shop No 11,
M . Heights
Mirza Kaleej
Baig Road,
Soldier Bazar
Karachi

بن متوکل تخت سلطنت پر بیٹھا۔ پھر مہدی باللہ معتمد علی اللہ خلیفہ ہوا۔ اسی کے زمانہ میں امام علیہ السلام زہر سے شہید ہوئے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عمر جب چار ماہ کے قریب ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے اپنے بعد کے لیے منصب امامت کی وصیت کی اور فرمایا کہ میرے بعد یہی میرے جانشین ہوں گے اور اس پر بہت سے لوگوں کو گواہ بھی کر دیا۔ آپ امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ ارفع و اعلیٰ و افضل تھے

آپ یوسف آل محمد بھی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ایک بار گھر کے کنویں میں گر گئے۔ عورتوں میں کہرام برپا ہو گیا۔ مگر آپ کے والد ماجد جو مصروف نماز تھے مطلق متاثر نہ ہوئے اور اطمینان سے نماز کا اختتام کیا اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں حجت خدا کو کوئی گزند نہ پہنچے گی۔ اسی دوران میں دیکھا کہ پانی بلند ہو رہا ہے اور امام حسن عسکری پانی میں کھیل رہے ہیں۔

کم سنی میں ہی آپ کو جو عروج فکر حاصل تھا۔ اس کا بہلول دانا کے ساتھ آپ کا مکالمہ شاہد ہے۔ آپ کے کرامات کے بے شمار واقعات مصدقہ مشہور ہیں۔ امام نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام عسکری علیہ السلام کی امامت کا آغاز ہوا۔ والد بزرگوار نے آپ کی شادی جناب نرجس خاتون سے کردی جو قیصر روم کی پوتی اور شمعون وصی عیسیٰ کی نسل سے تھیں۔

حالانکہ آپ نے صرف ۲۸ سال کی عمر پائی تاہم اس مختصر مہلت میں بھی

آپ نے اپنے علمی کارناموں سے لوگوں کو حیران کر دیا ہے۔ آپ نے دشمنانِ اسلام سے اہم مناظرے کئے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کو بتاریخ یکم ربیع الاول ۲۶۰ھ معتمد عباسی نے زہر دلوادیا۔ آپ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو جمعہ کے دن بوقت نماز صبح انتقال فرما گئے۔ آپ نے وفات سے قبل امام مہدی علیہ السلام کے سپرد تبرکات امامت کر دیئے علمائے فریقین کا اتفاق ہے کہ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

انتقال کے بعد جعفر تواب نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے ابھی آپ تکبیرۃ الاحرام نہ کہنے پائے تھے کہ حضرت محمد بن حسن القائم المہدی برآمد ہو کر سامنے آگئے۔ آپ نے چچا کو ہٹا کر نماز جنازہ پڑھائی۔

ACC No. 3375 Date.......
Section C/45 Status.......
D.D. Class.......
NAJAFI BOOK LIBRARY

بارہویں امام

حضرت محمد مہدی علیہ السلام

امامت علویہ کی بارہویں کڑی اور سلسلہ عصمت کی چودھویں اور آخری فرد قائم آل محمد حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور والدہ ماجدہ جناب نرجس خاتون ہیں۔

آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرح منصوص، معصوم، اعلم زمانہ اور افضل کائنات ہیں۔ آپ بچپن میں ہی علم و حکمت سے بھرپور تھے۔ آپ کو پانچ سال کی عمر میں ویسی ہی حکمت دے دی گئی تھی۔ جیسی حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ملی تھی، اور آپ بطن مادر میں اسی طرح امام قرار دیئے گئے جس طرح عیسےٰ علیہ السلام نبی قرار پائے۔ آپ کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شمار پیشین گوئیاں فرمائی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ یوم جمعہ بوقت طلوع فجر واقع ہوئی۔ جناب حکیمہ خاتون جو امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت سے تمام حجرہ روشن و منور ہو گیا۔ آپ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے داہنے بازو پر یہ آیت منقوش تھی "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"۔ آپ کی ولادت اس لیے

چھپائی گئی کہ بادشاہ وقت پوری طاقت کے ساتھ آپ کی تلاش میں تھا۔

آپ کے والد کی طرف سے نسب نامہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ اس سلسلۂ نسب کے اسما کو اگر کسی مجنون پر دم کر دیا جائے تو اسے یقیناً شفا حاصل ہو گی۔ آپ کا سلسلۂ نسب ماں کی طرف سے حضرت شمعون بن حمون الصفا وصی حضرت عیسٰی تک پہنچتا ہے۔

آپ کا اسم گرامی "محمد" اور لقب "مہدی" ہے۔ علما کا کہنا ہے کہ آپ کا نام زبان پر جاری کرنے کی ممانعت ہے۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم اور ابوعبداللہ ہے۔ آپ کے القاب مہدی، حجۃ اللہ، خلف الصالح، صاحب العصر، صاحب الامر، والزمان القائم، الباقی اور المنتظر ہیں۔ حضرت دانیال نبی نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سے ۱۴۲۰ سال پہلے آپ کا لقب منتظر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب دانیال، باب ۱۲، آیت ۱۲۔ آپ کا رنگ گندمی گوں، قد میانہ ہے۔ آپ کی پیشانی کھلی ہوئی اور آپ کے ابرو گھنے اور باہم پیوستہ ہیں۔ آپ کی ناک باریک اور بلند، آنکھیں بڑی اور چہرہ نہایت نورانی ہے۔ آپ کے داہنے رخسار پر ایک تل ہے۔ جو ستارہ کی مانند چمکتا تھا۔ آپ کے دانت چمکدار اور کھلے ہوئے تھے، آپ کی زلفیں کندھوں پر پڑی رہتی تھیں، آپ کا سینہ چوڑا اور کندھے کھلے ہوئے تھے۔

آپ نے تین سال کی عمر میں حجۃ اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ پانچ سال کی عمر میں خاص الخاص اصحاب سے آپ کی ملاقات ہوئی ۲۵۹ھ میں امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی والدہ کو حج کے لیے بھیج دیا تھا۔ اور فرما دیا تھا کہ

anaged by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No 11, M.L. Heights
Mirza Kaleej Beg Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

کہ ۲۶۰ھ میں میری شہادت ہو جائے گی۔ اسی سن میں آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو جملہ تبرکات دے دیئے تھے اور اسم اعظم وغیرہ تعلیم کر دیا تھا۔ انہیں تبرکات میں حضرت علی کا جمع کیا ہوا وہ قرآن بھی تھا جو ترتیب نزولی پر سرور کائناتؐ کی زندگی میں مرتب کیا گیا تھا اور جسے حضرت علی نے اپنے عہد ظاہری خلافت میں بھی اس لیے رائج نہیں کیا تھا کہ اسلام میں دو قرآن رواج پا جائیں گے اور تفرقہ پڑ جائے گا۔ اسی سن میں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے غیبت اختیار فرمائی۔ آپ کی غیبت، آپ کا وجود و ظہور قرآن سے ثابت ہے۔ آپ کا ذکر دیگر آسمانی کتابوں میں بھی ہے حجر اسود کو اگر وہ اپنی جگہ سے علیحدہ کر دیا جائے تو صرف امام زمانہ ہی نصب کر سکتا ہے۔ ۳۲۰ھ میں حجر اسود کو نصب کرنے کا واقعہ پیش آیا اور ابن ہشام نے امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کی۔ اسحاق بن یعقوب اور شیخ محمد بن محمد کے نام آپ کے خطوط تاریخ کے اہم دستاویز کے طور پر موجود ہیں۔ آپ کی مثال غیبت کے زمانہ میں ویسی ہی ہے جیسے ابر میں چھپے ہوئے آفتاب کی۔ آپ کے ارشاد کے مطابق جو لوگ وقت ظہور مقرر کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں جھوٹ بولتے ہیں

آپ کے ظہور سے قبل بے شمار علامات ظاہر ہوں گے جو کتابوں میں مرقوم ہیں ان علامات کی تکمیل کے دوران ہی میں نصاریٰ فتح ممالک عالم کا ارادہ کرکے اٹھ کھڑے ہوں گے اور بے شمار ممالک پر قابو حاصل کرنے کے بعد ان پر حکمرانی کریں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیارت

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ ۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ
عَبْدِ اللهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا اَمِيْنَ اللهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ○

حضرت علی علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدَ الْوَصِيِّيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَصِيَّ رَسُوْلِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْاَئِمَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ○

حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا بِنْتَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَلِيٍّ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْاَئِمَّةِ الْمَعْصُوْمِيْنَ
يَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ○

ACC No. 3323 Date ....
Section 43 c/45 Status ....
D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

زیارت

حضرت امام حسن علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَابْنَ سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۝

حضرت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ جَمِيْعِ الْاَوْلِيَآءِ وَالْاَوْصِيَآءِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ وَالدِّيْنَ وَاٰتَيْتَ الزَّكٰوةَ وَاَطَعْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَتّٰى اَتٰكَ الْيَقِيْنُ ۔ فَلَعَنَ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ لَكَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ مِنْ بَنِيْكَ وَعَلَى الْمُسْتَشْهَدِيْنَ مَعَكَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ لِزُوَّارِكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۝

حضرت عباس علمدار علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ يَا ابْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الْمُطِيْعُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَفْضَلَ الشُّهَدَآءِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ جَمِيْعًا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۝

التماس سورۂ فاتحہ

برائے ایصال ثواب

سیّد امیر اعظم زیدی

و

سیّدہ انصار فاطمہ

بطور ہدیہ

ویلکم ٹریڈرز

۲/سی-۸۹-۱/پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس کراچی ۲۹

فون نمبر: ۴۳۵۵۱۳ ـ ۴۴۱۰۳۵

فیکس: ۴۳۵۸۸۵

ٹیلکس: پی کے۔ڈبلیو ای ایل سی او ایم۔۲۳۹۴۴